ماہنامہ خواتین

ماھنامہ خواتین

جمادی الاولیٰ 1447ھ نومبر 2025ء

جلد:04

شمارہ: 11

ویب ایڈیشن

70ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں

جب کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے اور یہ کلمات پڑھے تو اللہ پاک اپنے وجہِ کریم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔(وہ کلمات یہ ہیں:) اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ، وَ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا، فَاِنِّیۡ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَ لَا بَطَرًا وَ لَا رِیَاءً وَ لَا سُمْعَةً، وَ خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، فَاَسْاَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیۡ مِنَ النَّارِ وَ اَنْ تَغْفِرَ لِیۡ ذُنُوْبِیۡ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ (ابن ماجہ،1 / 428،حدیث:778)

برین ٹیومر سے نجات پانے کے لئے

برین ٹیومر سے نجات پانے کے لئے 111 بار یَاسَلَامُ پڑھ کر مریض خود اپنے اوپر دم کر لے یا کوئی اور پڑھ کر مریض پر دم کر دے اور پانی پر بھی دم کر لیا جائے اور مریض یہ پانی پیے۔ یہ وظیفہ روز کر سکیں تو اچھا ہے ورنہ ایک آدھ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے رکھ لیں اور مریض اسے پیتا رہے اور اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے یَاسَلَامُ پڑھتا رہے ان شاءاللہ سلامتی حاصل ہو گی۔

(آگ لگنے کے واقعات سے بچنے کی احتیاطیں، ص7)

گُردے سے پتھری نکل جائے گی (ان شاءاللہ)

اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللہ کے ساتھ ایک بار سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیں۔ روزانہ ایک بار یہ عمل کرنا ہے، دوسرا بھی دم کر کے دے سکتا ہے۔ (مدتِ علاج: تا حصولِ شفا) (30 روحانی علاج، ص31)

قرض اُتارنے کے وظائف

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْھَمِّ وَ الْحُزْنِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَال اس وظیفے کو جو کوئی ایک بار پڑھے ان شاءاللہ وہ غَم و اَلم سے محفوظ رہے گا اور جو شخص مقروض ہو تو ادائے قرض کے لئے اس وظیفے کو تا حصولِ مراد صبح و شام گیارہ گیارہ بار (اوّل و آخر ایک ایک مرتبہ درودِ پاک) پڑھنے سے ان شاءاللہ غیب سے اس کے قرض کے اسباب مہیا ہو جائیں گے۔

(فیضانِ مدنی مذاکرہ قسط12: مساجد کے آداب، ص26)

فہرست

حمد و نعت	مناجات و منقبت	شعبہ ماہنامہ خواتین	2
قرآن و حدیث			
تفسیرِ قرآنِ کریم	حرص و لالچ	محترمہ اُمِّ حبیبہ مدنیہ عطاریہ	3
شرحِ حدیث	رضائے الٰہی کے لئے سجدہ کرنا	محترمہ بنتِ کریم مدنیہ عطاریہ	5
ایمانیات و عبادات			
عبادات	جمادی الاولیٰ کی عبادات	محترمہ اُمِّ غزالی مدنیہ عطاریہ	7
فیضانِ سیرت			
اخلاقِ نبوی	حضور کی عثمانِ غنی سے محبت	محترمہ بنتِ عبدالجبار (فرسٹ پوزیشن) / محترمہ بنتِ ظہیر احمد قاضی	9
معجزاتِ انبیا	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط 8)	شعبہ ماہنامہ خواتین	11
ازواجِ انبیا	سیدہ زینب بنتِ جحش (قسط 1)	شعبہ ماہنامہ خواتین	13
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	تین اعلیٰ صفات	اُمِّ سلمہ مدنیہ عطاریہ	15
فیضانِ بزرگانِ دین			
فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح قصیدۂ معراجیہ (قسط 6)	محترمہ بنتِ اشرف مدنیہ عطاریہ	16
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	(پیغامِ بنتِ عطار) 63 نیک اعمال (نیک عمل نمبر 35)	محترمہ بنتِ عطار باجی	18
	شرح شجرۂ قادریہ، رضویہ، ضیائیہ، عطاریہ	محترمہ اُمِّ فیضان مدنیہ عطاریہ	20
	مدنی مذاکرہ	امیرِ اہلِ سنت	21
اسلام اور خواتین			
	لڑکیوں کو اُمورِ خانہ داری سکھانا	محترمہ اُمِّ میلاد عطاریہ	23
علم نور ہے			
حصولِ علمِ دین کی رکاوٹیں	بری عادتیں (قسط 15)	محترمہ اُمِّ ہالہ (بنتِ افضل) مدنیہ عطاریہ	25
دار الافتاء اہلسنت			
شرعی رہنمائی		مفتی ہاشم خان عطاری مدنی	27
اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل		مفتی ہاشم خان عطاری مدنی	29
رسم و رواج			
	میت کی رسومات (قسط 5)	محترمہ بنتِ منصور مدنیہ عطاریہ	30
اخلاقیات			
جنت میں لے جانے والے اعمال	حقوق کی ادائیگی	محترمہ اُمِّ انس عطاریہ	32
جہنم میں لے جانے والے اعمال	حق تلفی	محترمہ بنتِ اسماعیل عطاریہ (فرسٹ پوزیشن) / محترمہ بنتِ غفور احمد	34
فیضانِ دعوتِ اسلامی			
نئی لکھاری	محدود آمدنی اور گھر کا بجٹ	محترمہ بنتِ ساجد علی (فرسٹ پوزیشن) / محترمہ بنتِ مقصود عطاریہ	36
اسلامی فلکیات	علمِ توقیت (Time Keeping)	محترمہ بنتِ عبدالحمید مدنیہ عطاریہ	39
فیضان آن لائن اکیڈمی گرلز کی جھلکیاں	دین کی ضروری باتیں		40

چیف ایڈیٹر
مولانا ابو الابصار قادری

سینئر معاون
مولانا ابو زین العابدین عطاری مدنی

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریرا) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے:
mahnamahkhawateen@dawateislami.net
صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین، مجلس ماہنامہ فیضان مدینہ دعوتِ اسلامی

Go To Index

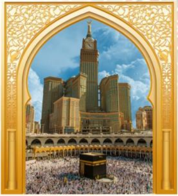

مناجات ومنقبت

مناجات

مجھے بخش دے بے سبب یاالٰہی

مجھے بخش دے بے سبب یاالٰہی
نہ کرنا کبھی بھی غضب یاالٰہی

پئے شاہِ بطحا مِری چھوٹ جائیں
بُری عادتیں سب کی سب یاالٰہی

میں مکّے میں آؤں مدینے میں آؤں
بنا کوئی ایسا سبب یاالٰہی

دِکھا دے بہارِ مدینہ دِکھا دے
پئے تاجدارِ عرب یاالٰہی

کبھی تو مجھے خواب میں میرے مولیٰ
ہو دیدارِ ماہِ عرب یاالٰہی

نظر میں محمد کے جلوے بسے ہوں
چلوں اس جہاں سے میں جب یاالٰہی

گناہوں سے عطّار کو دے معافی
کرم کر، نہ کرنا غضب یاالٰہی

از: امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

وسائلِ بخشش (مُرَمَّم)، ص107

منقبت

اے سنّیوں کے پیشوا حامد رضا حامد رضا

اے سنّیوں کے پیشوا حامد رضا حامد رضا
کیا نام ہے پیارا ترا حامد رضا حامد رضا

تاریکیاں ہیں ہر طرف لِلّٰہ کردے برطرف
اے آفتابِ پُر ضیا حامد رضا حامد رضا

گھر گھر ترا افسانہ ہے ہر دل ترا دیوانہ ہے
اے جانِ عَبْدُ المصطفٰے حامد رضا حامد رضا

صورت ہے نورانی تری سیرت ہے لاثانی تری
طِینت ہے تیری مرحبا حامد رضا حامد رضا

بنگال تیرا مُجرائی مشتاق تیرا بمبئی
پنجاب پروانہ ترا حامد رضا حامد رضا

ہندوستاں میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے
لاہور میں دولھا بنا حامد رضا حامد رضا

ایوّب قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر
تیرے مقابل منچلا حامد رضا حامد رضا

از: مولانا سید ایوب علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

شمائمِ بخشش، ص24

حرص و لالچ

محترمہ اُمِّ حبیبہ مدنیہ عطاریہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار گلبہار سیالکوٹ

وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَۚ (پ28، الحشر:9)

ترجمہ: اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچالیا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

تفسیر

معلوم ہوا! جن حضرات کے نفس کو لالچ سے پاک کر دیا گیا وہ حقیقی طور پر کامیاب ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس کے لالچ جیسی بری عادت سے بچنا بہت مشکل ہے اور جس پر اللہ پاک کی خاص رحمت ہو تو وہی اس عادت سے بچ سکتا ہے۔[1]

لالچ کسے کہتے ہیں؟ کسی چیز میں حد درجہ دلچسپی کی وجہ سے نفس کا اس کی جانب راغب ہونا طمع یعنی لالچ کہلاتا ہے۔[2]

لالچ انتہائی نقصان دہ ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: نفس کے لالچ سے بچو کیونکہ نفس کے لالچ نے تم سے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا کہ اسی نے انہیں ناحق قتل اور حرام کاموں کو حلال کرنے پر ابھارا۔[3] اور ایک روایت میں ہے: اگر ابنِ آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ ایک اور وادی کی خواہش کرے گا اور ابنِ آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔[4]

ایک روایت میں ہے: اللہ پاک کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی کے پیٹ میں جمع ہو ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح لالچ اور ایمان بھی کبھی کسی کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے،[5] یعنی راہِ خدا کی گرد جس پر پڑی وہ جہنم سے آزاد ہو گیا اور جس کے دل میں کنجوسی نے گھر کر لیا اس کے دل میں ایمان کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

حضرت عبدُ اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے عرض کی: مجھے اپنی ہلاکت کا ڈر ہے۔ آپ نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے یہ آیت پڑھی: وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَۚ (پ28، الحشر:9) اور میں تو بہت لالچی آدمی ہوں، کیونکہ میرے ہاتھوں سے کوئی چیز نہیں نکلتی۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ لالچ نہیں جس کا ذکر اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے، بلکہ لالچ یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا مال ظلم سے کھا جاؤ۔ البتہ! یہ بخل یعنی کنجوسی ہے اور کنجوسی بھی بہت بری ہے۔[6] حضرت ابوالہیاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے بیتُ اللہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صرف انہی الفاظ کے ساتھ دعا کئے جا رہا ہے: اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شُحَّ نَفْسِیْ الٰہی! مجھے میرے نفس کے لالچ سے بچا۔ میں نے اس سے پوچھا: تم صرف یہی دعا کیوں مانگ رہے ہو؟ اس نے کہا: جب مجھے نفس کے لالچ سے بچالیا گیا تو نہ میں چوری کروں گا، نہ بدکاری کروں گا اور نہ کوئی برا کام۔ اب جو میں نے دیکھا تو وہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔[7]

عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ حرص کا تعلق صرف مال و دولت کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ حرص تو کسی چیز کی مزید خواہش کرنے کا نام ہے اور وہ چیز کچھ بھی ہو سکتی ہے، چاہے مال ہو یا کچھ اور! چنانچہ مزید مال کی خواہش رکھنے والی کو مال کی حریص کہا جائے گا تو مزید کھانے کی خواہش رکھنے والی کو کھانے کی حریص کہا جائے گا۔ نیکیوں میں اضافے کی تمنائی کو نیکیوں کی حریص جبکہ گناہوں کا بوجھ بڑھانے والی کو گناہوں کی حریص کہا جائے گا۔ چنانچہ

حضرت علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت،

Go To Index

شہرت غرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔[8]

یاد رکھئے! لالچ بری بلا ہے، لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے، لالچ عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے، لالچ کی نحوست کے سبب دل سے خوفِ خدا نکل جاتا ہے، لالچ کی وجہ سے انسان اپنوں کا دُشمن بن جاتا ہے، لالچ کے سبب بندہ لوگوں کے احسانات کو بھلا دیتا ہے، لالچ غیبت و چغلی کرنے، دل دکھانے اور بلا وجہ الزام لگانے پر ابھارتا ہے، لالچ فتنوں کو جگاتا ہے، لالچ اچھے بُرے کی تمیز بھلا دیتا ہے، لالچ انسان کو ظلم پر ابھارتا ہے، لالچ بڑوں کے ادب سے محروم کروا دیتا ہے، لالچ بھلائی اور خیر خواہی کا جذبہ ختم کر دیتا ہے، لالچ انسان کو مطلب پرستی سکھاتا ہے، لالچ انسان کے دل سے ہمدردی کا جذبہ نکال دیتا ہے، لالچ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا سبب بنتا ہے، لالچ بے سکونی میں مبتلا کر دیتا ہے، لالچ اکیلا کر دیتا ہے، لالچ انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا اور لالچ کا انجام انتہائی بھیانک ہوتا ہے۔ لالچ ایک ایسا مرض ہے کہ اس کی وجہ سے روحانیت ختم ہو جاتی ہے۔ لالچ اخلاقی زوال کا سبب ہے۔ لالچی انسان ہر پل دکھ و بے چینی میں ڈوبا ہوا رہتا ہے۔ لالچ اللہ پاک سے دوری کا سبب ہے۔ چنانچہ اپنا جائزہ لیں کہ کہیں ہم بھی تو اس مرض میں مبتلا نہیں! حرص و لالچ وہ چیز ہے کہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان غریب ہو یا امیر عالم ہو یا جاہل الغرض کوئی بھی اس سے بچ نہیں سکتا۔ چنانچہ

تفسیرِ خازن میں سورۂ حشر کی مذکورہ آیت کے تحت ہے: لالچ دل کا لازمی حصہ ہے کیونکہ یہ اسی طرح بنایا گیا ہے[9] یعنی لالچ دل سے جڑا ہوا ہے، یہ ایک الگ بات کہ کسی کو ثوابِ آخرت اور نیکیوں کا لالچ ہوتا ہے، تو کسی کو مال و دولت اور عزت و شہرت کا۔

حرص کا حکم حرص کا تعلق جن کاموں سے ہوتا ہے ان میں سے کچھ کام باعثِ ثواب ہوتے ہیں اور کچھ باعثِ عذاب جبکہ کچھ کام صرف جائز ہوتے ہیں یعنی ایسے کاموں کے کرنے پر کوئی ثواب ملتا ہے اور نہ ہی چھوڑنے پر کوئی عتاب ہوتا ہے لیکن یہی جائز کام اگر کوئی اچھی نیت سے کرے تو وہ ثواب کی حق دار اور اگر بُرے ارادے سے کرے تو عذابِ نار کی حق دار ہو جاتی ہے، یوں بنیادی طور پر حرص کی تین قسمیں بنتی ہیں: حرصِ محمود (اچھی حرص)، حرصِ مذموم (بُری حرص) اور حرصِ مباح (جائز حرص)، لیکن اگر اس حرص میں اچھی نیت ہو گی تو یہ حرصِ محمود بن جائے گی اور اگر بری نیت ہو گی تو بری ہو جائے گی۔[10]

ہمارے بزرگانِ دین نیکیوں کے حریص ہوتے اور نیکی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ لہٰذا اپنا جائزہ لیجئے اور اگر لالچ دل میں آ جائے تو اسے نکال دیجئے اور دل کو نیکیوں کا حریص بنائیے۔ لالچ ہر صورت میں برا نہیں ہے بلکہ نیکیوں میں لالچ کرنا بلندیِ درجات کا ذریعہ ہے۔ لالچ نے ہر ایک کو اپنا شیدائی بنا رکھا ہے۔ لوگ پیسے دے کر بازاری چیزوں اور کھانوں کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی بیماریاں بھی خریدنے میں مصروف ہیں، ہر طرف کھانے پینے کی چیزوں کی خریداری کی دھوم دھام ہے، فوڈ کلچر کا دور دورہ ہے، ایک ایک محلے میں کئی کئی ہوٹلز، ریسٹورنٹس اور فاسٹ فوڈز کی شاپس موجود ہیں، کوئی کباب سموسے اور رول کی حریص ہے تو کوئی حلوہ پوری، فش فرائی، چپس، دہی بھلے اور آلو چھولے کی، کوئی بریانی، پلاؤ، نہاری، پائے، سجی کی شیدائی ہے تو کوئی برگر، پزے و پراٹھے، بروسٹ، چکن تکوں اور باربی کیو کی دلدادہ ہے۔ لوگ صرف نفس کی لذت کی خاطر کھانے پینے کی حرص میں ان کھانوں پر مکھیوں کی طرح بھنبھنا رہے ہوتے ہیں، جو ہاتھ میں آیا پھانک رہے ہیں، جو ملا ہڑپ کر رہے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں بری حرص و لالچ سے بچا کر نیکیوں کی حریص بنا دے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 تفسیر صراط الجنان، 10 / 75 2 باطنی بیماریوں کی معلومات، ص190 3 مسلم، ص1069، حدیث:6576 4 مسلم، ص404، حدیث:2417 5 نسائی، ص505، حدیث:3107 6 تفسیر خازن، 4 / 249 7 تفسیر طبری، 12 / 42، رقم:33882 8 جنتی زیور، ص111 9 تفسیر خازن، 1 / 437 10 حرص، ص13

Go To Index

رضائے الٰہی کے لئے سجدہ کرنا

محترمہ بنتِ کریم مدنیہ عطاریہ
شعبہ ٹیچر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ مجلس جامعۃ المدینہ گرلز

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: تم پر سجدوں کی کثرت کرنا لازم ہے کیونکہ تم اللہ پاک کے لئے جب بھی سجدہ کروگے تو اللہ پاک اس سجدے کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور تمہارا ایک گناہ مٹادے گا۔[1]

شرحِ حدیث

اس حدیثِ پاک میں کثرت سے سجدے کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی گئی ہے۔ کثرت سے سجدے کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس کے تحت حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس طرح کہ نوافل زیادہ پڑھو اور تلاوتِ قرآن کثرت سے کرو، سجدۂ شکر زیادہ کرو۔ اس حدیثِ مبارک میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ سجدے کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ سجدہ گناہوں کا کفارہ ہے مگر گناہوں سے مراد حقوقُ اللہ کے گناہِ صغیرہ ہیں، حقوق العباد ادا کرنے سے اور گناہِ کبیرہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔[2]

سجدہ اللہ پاک کے قرب کا ذریعہ ہے اللہ پاک نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ ہم دیکھتی ہیں کہ اللہ پاک نے جانوروں کو تو چار پاؤں پر چلنے والا بنایا لیکن انسان کو دو پاؤں عطا کئے تاکہ وہ جانوروں کی طرح جھک کر نہ چلے بلکہ سیدھا کھڑا ہو کر چلے۔ اگر وہ جھکے تو فقط اپنے رب کی بارگاہ میں اور اس کا اپنے رب کی بارگاہ میں جھکنا اس قدر اچھا عمل ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سجدہ کرنے کو اللہ پاک کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ فرمایا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے، اس لئے تم سجدے میں کثرت سے دعا کیا کرو۔[3]

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: رب تو ہم سے ہر وقت قریب ہے (مگر) ہم اس سے دور رہتے ہیں، البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے، لہٰذا اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں۔[4] مزید فرماتے ہیں: نفل نماز کے سجدوں میں صراحتًا (یعنی صاف لفظوں میں) دعائیں مانگو اور دیگر نمازوں کے سجدوں میں ربِّ کریم کی تسبیح و تحمید (پاکی و خوبی بیان) کرو کہ یہ بھی ضمنی دعا ہے، (کیونکہ) کریم کی تعریف بھی دعا ہوتی ہے۔[5]

سجدہ بہترین عبادت ہے سجدہ بہترین عبادت ہے کیونکہ اس میں عاجزی و انکساری اور بندہ ہونے کا واضح اظہار ہے۔ اس میں بندہ اپنے بدن کے سب سے عزت والے اعضا یعنی سر اور چہرے کو زمین پر رکھ کر اپنے عاجز ہونے کا اظہار کرتا ہے اور زبان سے اللہ پاک کی عظمت کا اقرار کرتا ہے، اسی لئے نماز میں دیگر ارکان، مثلاً: قیام، رکوع وغیرہ تو ہر رکعت میں ایک ہی بار ہے لیکن سجدہ ہر رکعت میں دو بار ہے۔ اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: اَلتَّآىٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآىٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ (پ 11، التوبۃ: 112) ترجمہ: توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے۔

غمگین دل کا علاج سجدہ غمگین دلوں کا علاج ہے۔ اس سے غم دور ہوتے ہیں اور دل کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب مشرکین کے جھٹلانے اور ایمان نہ لانے

Go To Index

کی وجہ سے غمگین ہوئے تو اللہ پاک نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے ارشاد فرمایا: وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۹۸﴾ (پ14، الحجر: 98،97) ترجمہ: اور بیشک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ یعنی اللہ پاک کی بارگاہ میں سجدہ کرنا اور عبادت میں مشغول ہونا غم کا بہترین علاج ہے۔

معاملات کیسے سیدھے ہوں؟ ہم اکثر اپنے حالات کا رونا روتی رہتی ہیں کہ حالات ٹھیک نہیں ہوتے، معاملات سیدھے نہیں ہوتے وغیرہ۔ کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ ہم اپنے رب کے احکامات پر کتنا عمل کرتی ہیں؟ اس نے ہمیں اپنی بارگاہ میں جھکنے کا حکم دیا، کیا ہم اس کی بارگاہ میں سجدہ کرتی ہیں؟ حدیثِ پاک میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ سجدے میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، کیا ہم نے کبھی اپنے معاملات کے حل کے لئے اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنے سر کو جھکایا؟ اس کے آگے گڑگڑا کر التجائیں کیں؟ وہ رحیم رب تو دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے، لیکن ہم ہی اس کی بارگاہ میں خود کو حاضر نہیں کرتیں۔ اسے یوں سمجھیے کہ ہماری حالت اس مہر (Stamp) کی طرح ہے جس پر لکھائی الٹی ہوتی ہے، جب یہ مہر کاغذ پر لگتی ہے تو الفاظ سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم بھی اپنے خالق ومالک کے حضور ماتھا ٹیکیں گی یعنی سجدہ کریں گی تو ان شاء اللہ ہمارے بھی الٹے کام سیدھے ہو جائیں گے۔

البتہ! یاد رہے کہ انسان جو بھی نیک کام کرے وہ اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنا چاہیے۔ اللہ پاک کی رضا بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ (پ10، التوبۃ: 72) ترجمہ: اور اللہ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے۔ اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ خازن میں ہے: جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ پاک جنتیوں سے راضی ہوگا کبھی ناراض نہ ہوگا۔(6) بلکہ ایک روایت میں ہے: اللہ پاک جنتیوں پر تجلّی فرمائے گا اور ان سے کہے گا: مجھ سے مانگو۔ جنتی کہیں گے: الٰہی! ہم تجھ سے تیری رضا مانگتے ہیں۔(7) چنانچہ سجدہ کرنا اگرچہ بے حد فضیلت والا عمل ہے لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ سجدہ اللہ پاک کے لئے کیا جائے۔ کیونکہ اخلاص کے بغیر کیا جانے والا عمل چاہے کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو بے کار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ حدیثِ پاک میں بھی جو فضیلت ارشاد فرمائی گئی ہے اس میں ان الفاظ کا بھی ذکر ہے کہ تم اللہ پاک کے لئے جب بھی سجدہ کروگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیثِ پاک میں مذکور فضیلت اسی صورت میں حاصل ہوگی جبکہ سجدہ اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔ قرآنِ پاک میں بھی اللہ پاک کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ (پ27، النجم: 62) ترجمہ: تو اللہ کے لئے سجدہ کرو۔

جنت کے شوق اور جہنم کے خوف سے سجدہ کرنا سجدہ اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنا چاہیے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی جنت کے شوق اور جہنم کے خوف کی وجہ سے سجدہ کرے تو یہ رضائے الٰہی کے خلاف ہے۔ بلکہ یہ تو رضائے الٰہی کے نتیجے میں حاصل ہونے والے انعامات ہیں۔ جب اللہ پاک راضی ہوگا تو بطورِ انعام جنت میں داخلہ اور جہنم سے چھٹکارا عطا فرمائے گا۔ لہٰذا ایسا کرنا اخلاص کے منافی نہیں ہے۔ البتہ! اگر کوئی صرف دنیا کو دکھانے یا دنیاوی شہرت حاصل کرنے کے لئے سجدہ کرے تو اس کا یہ عمل ضرور اخلاص کے منافی ہے اور ایسا کرنے کی صورت میں وہ اللہ پاک کی رضا کے بجائے اس کی ناراضی کی حق دار ہوگی۔ اللہ پاک ہمیں اخلاص سے عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

---

1 مسلم، ص199، حدیث:1093 ملتقطاً 2 مراۃ المناجیح، 2/85 3 مسلم، ص198، حدیث:1083 4 مراۃ المناجیح، 2/82 5 مراۃ المناجیح، 2/71 6 تفسیر خازن، 2/261 7 حلیۃ الاولیاء، 6/226، حدیث:8384

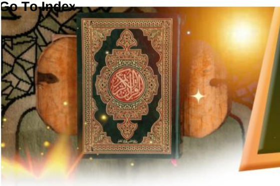

جُمادَی الاُولیٰ کی عبادات

محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ
شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

اسلامی سال کا پانچواں مہینا جُمادَی الاُولی ہے۔ جُمادیٰ کا معنی ہے: جم جانا۔ جس وقت ان مہینوں کے نام رکھے گئے تو موسم کالحاظ پیشِ نظر تھا جب یہ مہینا آیا تو اس وقت سخت سردی کے سبب پانی جم جاتا تھا اس لئے اس کا نام جُمادَی الاُولی رکھا گیا۔(1)

جُمادَی الاُولی کا غلط تلفظ

اکثر لوگ جُمادَی الاُولی کو جَمادِی الاَوَّل پڑھتے ہیں جو یقیناً غلط تَلَفُّظ ہے۔

مشہور نحوی امام فَراء کہتے ہیں: تمام مہینوں کے نام مُذَکَّر ہیں سوائے دو جُمادوں (جُمادَی الاُولیٰ اور جُمادَی الاُخریٰ) کے۔(2)

جُمادَی الاُولیٰ کیسے گزاریں؟

ہر ماہ کی طرح جُمادَی الاُولی کا مہینا بھی بہت بابرکت اور قابلِ احترام ہے۔ ہم سب جانتی ہیں کہ اللہ پاک نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے تو ہمیں دیگر ماہ و سال کی طرح اس ماہِ مبارک میں بھی خوب خوب عبادات اور اوراد و وظائف کا اہتمام کر کے اپنے ربِّ کریم کو راضی کرنا چاہیے۔

ہمیں اگرچہ اپنی آخرت کی بہتری کے لئے پورا سال ہی فرائض وواجبات کی پابندی کرنی چاہئے، مگر اس کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات کا بھی اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اللہ پاک اپنے بندوں کے صدقے ہم پر بھی نیک عمل کرنے کی وجہ سے اپنے فضل و کرم کی چھما چھم بارش برسائے۔

بعض مہینوں کے مخصوص ایّام اور ان کی راتوں میں اللہ پاک کے دریائے رحمت کی روانی چونکہ مزید بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اس کی رحمت کو پانے اور شوقِ عبادت بڑھانے کے لئے ان میں مخصوص عبادات اور اَوراد و وظائف کا بھی ہمیں خاص اہتمام کرنا چاہئے، ضروری نہیں کہ ہر عبادت وغیرہ پر اَجر و ثواب کی خوشخبری ہی دی گئی ہو تو ہم اسے کریں، بلکہ اس کا ہمارے بزرگوں کے معمولات میں شامل ہونا ہی ہمارے لئے کافی اور ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہی اس معاملے میں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے، اس لئے جُمادَی الاُولیٰ کے مہینے میں بھی شوقِ عبادت بڑھانے اور خوب خوب اجر و ثواب کمانے کے لئے بزرگوں کے معمولات اور ان سے منقول عبادات اور کچھ اَوراد و وظائف یہاں نقل کئے جارہے ہیں، اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں اس ماہِ مبارک میں اپنی رضا کے لئے خوب خوب عبادات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صحابہ کرام کا عمل

تحفۃ الاوراد میں ہے: صحابہ کرام جُمادَی الاُولی کے عروج میں دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 10 بار، پھر سلام پھیر کر درودِ پاک 100 بار پڑھا کرتے تھے۔(3)

پہلی رات کے نوافل

جواہر خمسہ میں ہے: جُمادَی الاُولی کی پہلی تاریخ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم 20 رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۂ اخلاص پڑھتے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد 100 مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔(4) خلیفۂ مفتی

Go To Index

اعظم ہند مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان شاء اللہ اس نماز کی برکت سے اللہ پاک اسے بے شمار نمازوں کا ثواب عطا کرے گا۔[5]

- پہلی تاریخ بعد نمازِ عشا 20 رکعت نماز 10 سلام سے پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ایک ایک بار پڑھنی ہے، بعدِ سلام 100 مرتبہ درود شریف پڑھے، ان شاء اللہ اس نماز کی برکت سے اللہ پاک اسے بے شمار نمازوں کا ثواب عطا کرے گا۔[6]
- جواہرِ خمسہ میں ہے: پہلی رات دو رکعت اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ مُزَّمِّل پڑھے۔[7]
- اس مہینے کی پہلی تاریخ کی رات میں چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں (سورۂ فاتحہ کے بعد) گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ پاک 90 ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھنے کا حکم دیتا ہے اور 90 ہزار سال کی برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے دور کر دیتا ہے۔[8]
- مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی تاریخ بعد نمازِ مغرب 8 رکعت نماز 4 سلام سے پڑھنی ہے، پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ یہ نماز بہت افضل ہے اور اس کے پڑھنے سے ان شاء اللہ بے شمار عبادات کا ثواب اللہ پاک کی طرف سے عطا کیا جائے گا۔[9]

تیسری رات کے نوافل

تیسری رات کو بیس رکعت دس سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس دس بار سورۂ قدر پڑھے۔ نماز کے بعد صبح تک یہ تسبیح پڑھتی رہے: یَاعَظِیْمُ تَعَظَّمْتَ بِعَظَمَتِكَ وَ الْعَظَمَةُ فِیْ عَظَمَتِكَ یَا عَظِیْمُ۔[10]

ساتویں اور گیارہویں رات کے نوافل

حضرت عبدُ اللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جس نے چار رکعت نماز ساتویں، گیارہویں یا جس شب ممکن ہو شروع رات میں ادا کیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 11 مرتبہ پڑھی تو اللہ پاک اس کے نامۂ اعمال میں 120 برس کی عبادت کا ثواب لکھے گا۔[11]

پہلی، پندرھویں اور اکیسویں رات کے نوافل

دوسری روایت میں ہے: جو پہلی، پندرھویں، اکیسویں یا جس شب ممکن ہو اس میں یہ رکعتیں ادا کرے اور سورۂ فاتحہ کے بعد 3 بار سورۂ اخلاص پڑھے، بعدِ فراغت حضور پر 100 مرتبہ درود و سلام بھیجے، اس کے لئے اللہ پاک 100 فرشتے نازل فرماتا ہے جو اس بندے کے لئے قیامت تک مغفرت کرتے رہیں گے اور وہ دینی و دنیاوی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔[12]

ستائیسویں رات کے نوافل

لطائفِ اشرفی میں ہے: اس ماہ کی ستائیسویں تاریخ کو آٹھ رکعتیں دو سلام سے پڑھئے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ضُحٰی ایک ایک بار پڑھئے پھر یہ تسبیح پڑھئے: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الرُّوْحِ۔[13]

جُمادَی الْاُولٰی کے روزے

حضرت شاہ کلیمُ اللہ شاہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس مہینے کی دوسری، بارہویں اور اکیسویں کو روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔[14]

---

(1) اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل، ص 63 (2) الشماریخ فی علم التاریخ، ص 29 (3) اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل، ص 65 (4) جواہر خمسہ، ص 21 (5) اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل، ص 65 (6) اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل، ص 65 (7) جواہر خمسہ، ص 21 (8) فضائل الایام والشہور، ص 379 (9) اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل، ص 65 (10) جواہر خمسہ، ص 21، 22 (11) اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل، ص 63 (12) اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل، ص 63 (13) لطائف اشرفی، 2/231 (14) مرقع کلیمی، ص 199

Go To Index

حضور کی عثمانِ غنی سے محبت

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 41ویں تحریری مقابلے سے منتخب کر کے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کئے جا رہے ہیں۔)

محترمہ بنتِ عبد الجبار (فرسٹ پوزیشن)
(درجہ: دورۃ الحدیث، فیضان ام عطار گلبہار سیالکوٹ)

اسلامی تاریخ کے صفحات پلٹیں تو اللہ پاک کے سب سے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اپنے اصحابِ سے گہری محبت اور تعلق کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ ان اصحاب میں سے ایک نمایاں شخصیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ہیں، جو نہ صرف دامادِ رسول بلکہ **ذُوالنُّورَین** یعنی دو نور والے کے لقب سے بھی جانے جاتے ہیں۔ حضور کی عثمانِ غنی سے محبت صرف ایک رشتہ داری کی بنیاد پر نہ تھی، بلکہ یہ آپس کے احترام اور اعتماد پر مشتمل تھی۔

مثالی رشتہ داری اور غیر معمولی قربت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ حضور کی دو صاحبزادیاں حضرت رُقیہ اور ان کی وفات کے بعد حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہما ایک کے بعد ایک ان کے نکاح میں آئیں۔ یہ بذاتِ خود اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضور کو ان پر کس قدر اعتماد اور بھروسا تھا۔ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا: عثمان کتنا اچھا انسان ہے! میرا داماد ہے، میری دو بیٹیوں کا شوہر ہے، اللہ پاک نے اس میں میرا نور جمع فرما دیا ہے۔[1] یہ حضور کی حضرت عثمانِ غنی سے دلی محبت، ان کی پاکیزہ سیرت اور با اعتماد شخصیت پر مکمل یقین کا اظہار ہے۔

سخاوت اور جاں نثاری کا اعتراف حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اپنی بے مثال سخاوت اور بے لوث قربانیوں کی وجہ سے بھی مشہور تھے۔ انہوں نے کئی مواقع پر اسلام اور مسلمانوں کی مدد کے لئے اپنا سارا مال و اسباب پیش کر دیا۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب مسلمانوں کو شدید مالی مشکلات کا سامنا تھا تو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے کثیر تعداد میں اونٹ، گھوڑے اور نقد رقم اللہ پاک کی راہ میں پیش کی جس پر حضور نے بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور ان کے حق میں دعا کی۔ ایک مشہور حدیث کے مطابق حضور نے فرمایا: آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہ دے گا۔[2] یہ حضور کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا عظیم اعتراف تھا اور حضور کی محبت اور دعائیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ پاک نے ان کے خرچ کرنے کو قبول فرمایا اور اسے کئی گنا بڑھا دیا۔

حیا اور بردباری کی تعریف حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اپنی غیر معمولی حیا اور بُردباری کے حوالے سے بھی جانے جاتے تھے یہاں تک کہ حضور نے خود ان کی حیا کی تعریف کی۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ حضور کے پاس حاضر ہوئے تو حضور نے اپنے کپڑوں کو درست فرمایا۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو حضور نے فرمایا: کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں![3] یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں ایسی پاکیزگی اور تقویٰ تھا جو فرشتوں کے لئے بھی قابلِ احترام تھا۔

الغرض حضور کی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے محبت صرف ایک شخصی تعلق نہ تھا بلکہ یہ ان کے اعلیٰ اخلاق، بے مثال سخاوت، دین کے لئے قربانیوں اور غیر معمولی حیا جیسی صفات کا اعتراف تھا۔ یہ محبت دینِ اسلام کے ان اصولوں کی عکاس تھی جو اخوت، ایثار اور تقویٰ پر مشتمل ہیں۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی آج بھی مسلمانوں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے اور حضور کی ان سے محبت اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام ان افراد کو کس قدر اہمیت دیتا ہے جو

Go To Index

اپنے رب اور اس کے دین کے لئے مخلص ہیں۔ اللہ پاک ہمارے دلوں میں صحابہ کرام کی محبت پیدا فرمائے اور ان کے عشقِ رسول میں سے حصہ عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

محترمہ بنتِ ظہیر احمد قاضی (درجہ: ثالثہ، گوجر خان)

اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک صحبت پانے والا ہر صحابیِ رسول اہلِ ایمان کے سر کا تاج اور دل کی راحت ہے، نیز حضور اپنے سب صحابہ سے محبت کرتے تھے اور ہر ایک کا اگرچہ اپنا ایک رتبہ اور فضیلت ہے، لیکن ایک ہستی ایسی بھی تھی جن کے نکاح میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دو شہزادیاں ایک کے بعد ایک آئیں۔ اللہ پاک کے کسی نبی کا داماد ہونا ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو خوش نصیب انسانوں کو ہی ملتا ہے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نبی کی دو بیٹیاں ایک ہی شخص کے نکاح میں نہ آئیں، اسی وجہ سے آپ کو ذُوالنُّورَین یعنی دو نور والا کہا جاتا ہے۔ حضور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے تھے اور یہ محبت اس وقت اور بڑھ جاتی تھی جب حضرت عثمانِ غنی نیکی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور یہ محبت اس وقت نظر آتی جب حضرت عثمانِ غنی حضور کے فرمان کو عملی جامہ پہناتے، چاہے وہ رومہ نامی کنواں خرید کر مسلمانوں میں صدقہ کرکے ہو[4] یا پھر غزوۂ تبوک کے موقع پر سامان مہیا کرکے ہو۔[5] حضور کی ان سے محبت کا ذکر کئی احادیث میں ہے، مثلاً ایک مرتبہ آپ کے متعلق حضور نے فرمایا: ہر نبی کا جنت میں ایک ساتھی ہو گا اور میرا ساتھی عثمان ہو گا۔[6] اسی طرح ایک بار حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اٹھ کر اپنے ہم پلّہ کے پاس چلا جائے، یہ فرما کر حضور حضرت عثمانِ غنی کے پاس تشریف لائے اور انہیں گلے لگا کر ارشاد فرمایا: اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔[7] ایک مرتبہ حضور نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا: اِنَّ عُثْمَانَ اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللّٰهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ اللہ پاک کی طرف ہجرت کی۔[8]

شہزادیِ رسول سیدہ اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! (کیا) سیدہ فاطمہ کے شوہر (حضرت علی) میرے شوہر (حضرت عثمانِ غنی) سے افضل ہیں؟ تو حضور نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ارشاد فرمایا: اللہ پاک اور اس کے رسول تمہارے شوہر سے محبت فرماتے ہیں اور وہ اللہ پاک اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں۔ مزید بتادوں کہ اگر تم جنت میں جاکر اپنے شوہر کا ٹھکانا دیکھو تو میرے صحابہ میں سے کسی کا ٹھکانا ان سے بلند و بالا نہیں دیکھو گی۔[9] حضور اپنی اس دوسری شہزادی کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے جو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں (یعنی حضرت اُمِّ کلثوم) اور ارشاد فرمایا: اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ضرور (ایک کے بعد ایک) ان سب کا نکاح عثمان سے کر دیتا اور میں نے صرف آسمان سے آنے والی وحی پر ان کے ساتھ (اپنی بیٹیوں کا) نکاح کروایا۔[10]

حضور کی سیرتِ طیبہ سے ان لوگوں کو درس حاصل کرنا چاہیے جو شانِ صحابہ میں گستاخی کرتے ہیں۔ جو ان ہستیوں میں سے کسی ایک پر بھی عیب لگائیں انہیں اس برے کام سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ جو ان کی تعظیم نہیں کرے گا وہ یقیناً اللہ پاک کی کمالِ حکمت، تمام قدرت، حضور کی شانِ محبوبیت اور آپ کے بلند و بالا مرتبے پر الزام لگاتا ہے۔

دعا اے رب! ہمیں بھی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جیسا شوقِ تلاوت کا جذبہ عطا فرما اور ہمیں بھی سچی عاشقاتِ رسول بنا اور ہمیں بھی بزرگوں جیسا ذوق و شوق عطا فرما۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کیجئے اور اپنے عقائد محفوظ رکھنے کے لئے امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ جیسی عظیم ہستی اور ولیِ کامل سے مرید ہو جایئے ان شاء اللہ ان کے ذریعے دنیا و آخرت میں ہمارا بیڑا پار ہے۔

---

1 الروض الفائق، ص313 2 ترمذی، 5/392، حدیث: 3721 3 مسلم، ص1004، حدیث: 6209 ملخصاً 4 طبقات ابن سعد، 1/392 ماخوذاً 5 بخاری، 2/529 ماخوذاً 6 ابن ماجہ، 1/79، حدیث: 109 7 مستدرک، 4/54، حدیث: 4592 8 معجم کبیر، 1/90، حدیث: 143 9 مجمع الزوائد، 9/100، حدیث: 14532 10 معجم کبیر، 22/437، حدیث: 1063

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات

(قسط 8)

گزشتہ سے پیوستہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات کا ذکرِ خیر جاری ہے، مزید ملاحظہ فرمایئے:

گائے سے مقتول کو زندہ کرنا بنی اسرائیل کے لئے ظاہر ہونے والے معجزات میں سے ایک معجزہ ”گائے کا واقعہ“ بھی ہے جسے قرآنِ مجید کی سورۂ بقرہ میں تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک مالدار شخص عامیل کو اس کے کسی رشتہ دار نے وراثت اور خون بہا کے لالچ میں خفیہ طور پر قتل کر کے چوراہے میں پھینک دیا اور دعویٰ کر دیا کہ مجھے خون بہا دلوایا جائے، لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی: آپ دعا فرمایئے کہ اللہ پاک حقیقتِ حال ظاہر فرمادے! اس پر حکم ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کے کسی حصے سے مردہ کو مارا جائے تو وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتا بتا دے گا۔ اس پر انہوں نے سوالات کا سلسلہ شروع کر دیا کہ اس گائے کے اندر کیا کیا اوصاف ہونے چاہئیں وہ دکھنے میں کیسی ہو، رنگ کون سا ہو! وغیرہ وغیرہ۔ جوں جوں وہ سوالات بڑھاتے گئے قید بھی بڑھتی گئی بالآخر یہ حکم ہوا کہ ایسی گائے ذبح کرو جو بوڑھی ہو نہ کم عمر، بلکہ درمیانی عمر کی ہو، بدن پر کوئی داغ نہ ہو، ایک ہی رنگ کی ہو، رنگ آنکھوں کو بھانے والا ہو، اس گائے نے کبھی کھیتی باڑی کی ہو نہ کبھی کھیتی کو پانی دیا ہو۔ روایت میں ہے کہ وہ کوئی بھی گائے ذبح کر لیتے تو ان کو کفایت کرتی مگر انہوں نے خود بار بار پوچھ کر اپنے آپ پر سختی کروائی۔[1] بہر حال آخری سوال میں انہوں نے کہا کہ اب ہم ان شاءاللہ راہ کو پالیں گے، پھر انہوں نے گائے کی تلاش شروع کر دی۔ حضور نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! اگر وہ ان شاءاللہ نہ کہتے تو ہمیشہ ان کے اور گائے کے حصول میں سوالات حائل رہتے۔[2] یعنی جب انہوں نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت پائیں گے تو اسی وقت انہیں سوالات ختم کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ ان اوصاف والی صرف ایک ہی گائے تھی اور وہ ایک بیوہ اور اس کے یتیم بچے کی تھی جو اس کے نیک و پرہیزگار شوہر نے اپنی وفات سے پہلے اپنے بچے کے لئے رب کی امانت میں جنگل میں چھوڑ رکھی تھی تاکہ یہ اس کے کام آئے، یہ بچھیا اللہ پاک کی حفاظت میں جنگل میں پرورش پاتی رہی، جب یہ لڑکا بڑا ہوا تو اپنے باپ کی طرح نیک پرہیزگار اور ماں کا فرمانبردار تھا، اس کی والدہ نے کہا: تمہارے والد نے ایک بچھیا تمہارے نام پر جنگل میں چھوڑی تھی وہ اب جوان ہو گئی ہو گی، اسے جا کر لے آؤ، وہ گیا اور اس گائے کو والدہ کی خدمت میں لے آیا۔

اس وقت گائے کی قیمت تین دینار تک تھی، والدہ نے بازار لے جا کر اتنی ہی قیمت میں فروخت کرنے کا حکم دیا مگر شرط رکھی کہ بیچنے سے پہلے مجھ سے اجازت لی جائے، لڑکا گائے کو بازار لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور گائے کی قیمت 6 دینار لگا دی، مگر یہ شرط رکھی کہ والدہ کی اجازت کے بغیر بیچ دو، اس نے انکار کر دیا اور گھر آ کر سارا قصہ والدہ کو سنایا، والدہ نے بیچنے کی اجازت دیدی مگر شرط وہی رکھی کہ بیچنے سے پہلے اجازت لینا، وہ پھر بازار آیا اس مرتبہ فرشتے نے 12 دینار قیمت لگائی اور وہی کہا کہ والدہ سے پوچھے بغیر بیچ دو! اس نے پھر انکار کیا اور والدہ کو اطلاع دی، والدہ سمجھ گئیں کہ یہ عام خریدار نہیں کوئی فرشتہ ہے، اس نے بیٹے سے کہا کہ اب وہ خریدار آئے تو اس سے پوچھنا کہ آپ اس گائے کو بیچنے کا حکم دیتے ہیں یا نہیں؟ لڑکے نے یہی کہا تو فرشتے نے جواب دیا کہ ابھی اسے روکے رہو، بنی اسرائیل تم سے

Go To Index

یہ خریدنے آئیں گے تو اس کی کھال میں سونا بھر کر اس کی قیمت طلب کرنا، لڑکا گائے گھر لے آیا اور جب بنی اسرائیل تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس آئے تو اسی قیمت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ضمانت پر گائے بنی اسرائیل کے حوالے کر دی۔(3)

حضرت موسیٰ کی شرم وحیا شرم و حیا ایک اعلیٰ اخلاقی وصف ہے جو کہ شریعت کو بھی مطلوب ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت میں بھی یہ وصف اپنے کمال کے ساتھ موجود تھا، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت حیا والے اور اپنا بدن مبارک چھپانے کا خصوصی اہتمام کرنے والے تھے۔(4) یہی وجہ ہے کہ جس معاشرے میں بنی اسرائیل ننگے ہو کر سب کے سامنے نہاتے تھے، اسی ماحول میں پروان چڑھنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شرم و حیا کا عالم یہ تھا کہ آپ اکیلے میں یا تہبند پہن کر نہاتے تھے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ کے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ آپ کے جسم میں کوئی عیب ہے جس کو چھپانے کے لئے آپ چھپ کر نہاتے ہیں! آپ کو اس تہمت سے بڑا رنج ہوا تو آپ کے رب کریم نے آپ کی بے عیبی ظاہر کرنے کا ایسا ذریعہ پیدا فرما دیا کہ فوراً ان کے پروپیگنڈے اور شکوک و شبہات خاک میں مل گئے۔

ہوا کچھ یوں کہ ایک بار آپ اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ غسل فرما رہے تھے، جب غسل سے فارغ ہو کر کپڑے لینے پتھر کے پاس آئے تو وہ دوڑنے لگا، آپ بھی برہنہ حالت میں اس کے پیچھے دوڑتے رہے، دوڑتے دوڑتے وہ پتھر پورے شہر کی ایک ایک سڑک اور گلی سے گزرا اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اللہ پاک کے نبی کا جسم نہ صرف بے عیب ہے بلکہ جسمِ اقدس کا ہر ہر حصہ حسن و جمال میں اس قدر نقطۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ عام انسانوں میں اس کی مثال ملنا ممکن ہے، جب یہ پتھر پوری طرح آپ کی براءت کا اعلان کر چکا تو خود بخود ٹھہر گیا اور آپ نے جلدی سے اپنا لباس پہن لیا اور پتھر کو اپنے عصا سے مارا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے پتھر پر تین، چار یا پانچ نشان پڑ گئے تھے۔(5) یہ ایک ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا چوکور پتھر تھا جو ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جھولے میں رہتا تھا، اللہ پاک کے نبی کی براءت کے لئے اتنی لمبی دوڑ لگانے والا یہ پتھر کوئی عام پتھر نہیں تھا بلکہ یہ وہ مبارک پتھر ہے جس کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزات کا ظہور ہوا،(6) ایک معجزہ تو یہی ہے جس کا ابھی ذکر ہوا، دوسرا معجزہ میدانِ تیہ میں اس سے بارہ چشمے جاری ہونا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔

قرآنِ مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ستائے جانے اور اللہ پاک کے ان کی حفاظت فرمانے کا ذکر ہے، اس حوالے سے مختلف واقعات مذکور ہیں، مثلاً ایک واقعہ تو یہی آپ کے جسم میں عیب کی تہمت لگانا اور اللہ پاک کا پتھر کے ذریعے آپ کی براءت ظاہر فرمانا ہے یا پھر اس سے مراد قارون کا آپ پر تہمت لگوانے کی ناپاک ہمت کرنا ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ یا اس سے مراد یہ واقعہ ہو سکتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کوہِ طور پر گئے تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حضرت ہارون علیہ السلام کے قتل کا الزام لگا دیا جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی، لہٰذا اللہ پاک کے حکم سے فرشتے حضرت ہارون علیہ السلام کی لاش آپ کی قبر سے نکال کر لائے اور آپ کی طبعی موت کی خبر دی، یوں اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی تہمت سے بری کر دیا۔(7)

(یہ سلسلہ جاری ہے اور اگلی قسطوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزید معجزات و عجائبات ذکر کئے جائیں گے۔)

---

(1) تفسیر بیضاوی، 1/ 340 (2) تفسیر کبیر، 1/ 549 (3) تفسیر خازن، 1/ 60، 61 ملتقطا
(4) بخاری، 2/ 442، حدیث: 3404 (5) بخاری، 2/ 442، حدیث: 3404 ملخصاً
(6) عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص 27 (7) تفسیر اشرفی، 8/ 42 مفہوماً

Go To Index

سیدہ زینب بنتِ جحش (قسط1)

ام المومنین حضرت زینب بنتِ جَحُش اسدیہ رضی اللہ عنہا کا نام بَرَّہ تھا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تبدیل فرما کر زینب رکھا۔[1]

آپ کے والد کا نام جَحْش اور والدہ کا نام اُمَیمہ بنتِ عبد المطلب ہے جو حضور کی پھوپھی ہیں۔[2]

حضرت خُزیمہ میں جا کر آپ کا نسب حضور کے نسب سے مل جاتا ہے۔ حضرت خُزیمہ حضور کے 15 ویں دادا جان ہیں۔ والدہ کی طرف سے دوسری پشت میں ہی آپ کا نسب حضور کے نسب سے مل جاتا ہے۔[3]

آپ کی کنیت اُمُّ الحَکَم[4] اور لقب اَوَّاھَہ ہے جو آپ کو بارگاہِ رسالت سے عطا ہوا تھا۔ اَوَّاھَہ کا معنی ہے: خشوع کرنے والی اور اللہ پاک کی بارگاہ میں گڑگڑانے والی۔[5]

آپ نے حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں اور ان کے بعد ہجرتِ مدینہ میں بھی شرکت فرمائی۔[6]

سیدہ زینب کا پہلا نکاح

ان کی پہلی شادی حضرت زید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ حضرت زید قبیلۂ قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ لڑکپن میں گرفتار ہو کر مکے میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ بطور غلام فروخت ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حوالے کر دیا، حضور نے نبوت سے پہلے ان کو آزاد کر کے منہ بولا بیٹا بنا لیا اس لئے لوگ ان کو زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ حضرت زید ابتدا میں ہی اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے، ان پر حضور کی خاص توجہ تھی۔ آپ اہم امور میں ان سے کام لیتے اور لشکر کی قیادت تک ان کے حوالے کر دیتے۔[7]

حضرت زید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضور نے حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کو 10 دینار، 60 درہم، کپڑوں کا ایک جوڑا، 50 مُد کھانا اور 30 صاع کھجوریں بطورِ مہر عطا فرمائیں۔[8]

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کچھ زیادہ عرصہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نہ رہیں، پھر آپس میں نااتفاقی پیدا ہو گئی۔[9] کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا خاندانِ قریش کی ایک بہت ہی شاندار خاتون تھیں اور حسن وجمال میں بھی یہ خاندانِ قریش کی بے مثال عورت تھیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اگرچہ حضور نے آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا مگر پھر بھی چونکہ وہ پہلے غلام تھے، اس لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان سے خوش نہیں تھیں اور اکثر میاں بیوی میں ان بن رہا کرتی تھی۔[10]

آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کر لیا لیکن جب پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بارے میں بات کی تو آپ نے انہیں منع فرما دیا۔[11] لیکن کچھ عرصے بعد دوبارہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کی خبر دے دی۔[12]

حضور سے سیدہ زینب کا نکاح

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کے بعد جب حضرت

Go To Index

زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو چکی تو حضور نے ان کے پہلے شوہر حضرت زید کو پیغامِ نکاح دینے کے لئے ان کے گھر روانہ کیا۔ چنانچہ حضرت زید حضرت زینب کے گھر پہنچے اور ان کی طرف پیٹھ کر کے حضور کا پیغامِ نکاح دیا۔(13) لیکن انہوں نے کہا کہ میں اپنے ربّ سے مشورہ کئے بغیر کچھ نہیں کر سکتی، اتنا کہہ کر نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لائیں اور سجدے میں سر رکھ کر بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کی:

اے اللہ! تیرے نبی نے مجھے پیغامِ نِکاح دیا ہے، اگر میں تیرے نزدیک ان کے نکاح میں آنے کے لائق ہوں تو تُو ان کے ساتھ میرا نکاح فرما دے۔ دعا قبول ہوئی اور اللہ پاک نے یہ آیت نازِل فرمائی: فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (پ22، الاحزاب: 37)

ترجمہ: پھر جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی تو ہم نے آپ کا اس کے ساتھ نکاح کر دیا۔

یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا: کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور اس کو یہ خوش خبری سنائے کہ اللہ پاک نے اس کو میرے نکاح میں دے دیا ہے؟ خادمۂ مصطفٰے حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئیں اور یہ آیت سنا کر خوش خبری دی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے خوش ہو کر اپنا زیور اتار کر خادمۂ مصطفٰے کو بطور انعام دے دیا، پھر سجدۂ شکر کیا اور دو ماہ کے روزے رکھنے کی مَنَّت مانی۔(14)

اس کے بعد حضور اچانک آپ کے مکان میں تشریف لے گئے تو آپ نے حضور سے انتہائی حیرانی سے بغیر خطبہ اور بغیر گواہوں کے نکاح فرمانے کی وجہ پوچھی تو حضور نے ان کی حیرانی کو دور کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نکاح فرمانے والا ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام گواہ ہیں۔(15)

راجح قول کے مطابق یہ نکاح 4 ہجری ذی قعدہ کی پہلی تاریخ کو ہوا اور اسی سال و مہینے میں آپ کی رخصتی کے دن مسلمان عورتوں کے لئے پردے کا حکم نازل ہوا۔(16)

نکاح کے وقت حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کی عمر 25(17) یا 35 سال تھی۔(18)

سیدہ زینب بنتِ جحش کے اوصاف و کمالات

آپ حضور کی مقدس بیویوں سے اکثر یہ کہا کرتی تھیں کہ خدا نے مجھ کو ایک ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جو حضور کی مقدس بیویوں میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔(19) اللہ پاک کی قسم! میں حضور کی دیگر مقدس بیویوں کی طرح نہیں ہوں کیونکہ ان کے نکاح مہروں کے ساتھ ہوئے اور ان کے باپ دادا وغیرہ نے کئے ہیں جبکہ میرا نکاح خود رب نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ فرمایا اور میرے بارے میں قرآنِ کریم کی آیات نازِل فرمائیں جنہیں مسلمان پڑھتے ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں۔(20)

ایک اور روایت میں اپنے شاندار فضائل کو حضور کے سامنے یوں بیان کرتی ہیں کہ میں آپ پر آپ کی تمام مقدس بیویوں سے زیادہ حق رکھتی ہوں، میرا مقامِ نکاح ان سب سے بہتر ہے، پردے کے لحاظ سے ان سے زیادہ پختہ ہوں اور رشتہ داری کے لحاظ سے ان سے زیادہ (آپ کے) قریب ہوں۔ مجھے رحمٰن نے اپنے عرش کے اوپر سے آپ کے نکاح میں دیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اس معاملے میں سفیرِ پیغام بنے۔ میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں اور آپ کی مقدس بیویوں میں میرے علاوہ کوئی آپ کی قریبی رشتہ دار نہیں۔(21)

---

(1) بخاری، 4/153، حدیث: 6192 (2) اسد الغابہ، 7/138 (3) فیضان امہات المومنین، ص 211 (4) اسد الغابہ، 7/138 (5) اسد الغابہ، 7/140 (6) اسد الغابہ، 3/195 (7) سیرتِ رسولِ عربی، ص 611 ملخصاً (8) تفسیر بغوی، 3/457 (9) تفسیر بغوی، 3/458 (10) سیرتِ مصطفٰی، ص 671 (11) ترمذی، 5/145، حدیث: 3223 ملخصاً (12) مدارج النبوت، 2/476 (13) مسند امام احمد، 20/326، 327، حدیث: 13025 ملخصاً (14) مدارج النبوت، 2/477 (15) معجم کبیر، 24/40، حدیث: 109 (16) سیرت سید الانبیا، ص 350 (17) سیر اعلام النبلاء، 3/483 (18) سیرتِ رسولِ عربی، ص 613 (19) سیرتِ مصطفٰی، ص 673 ملخصاً (20) طبقات ابن سعد، 8/81 (21) مستدرک، 5/32، حدیث: 6851

Go To Index

تین اعلیٰ صفات

محترمہ اُمِّ سلمہ مدنیہ عطاریہ ملیر کراچی

حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی حضرت مومنہ رحمۃ اللہ علیہا بھی بلند مرتبہ عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا: آپ کو یہ مرتبہ کس طرح ملا؟ ارشاد فرمایا: اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سنت کے مطابق اللہ پاک کے احکام پر عمل کرنے، ہمیشہ مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھنے اور نیک لوگوں کی خدمت کرنے کی برکت سے۔[1]

حضرت مومنہ رحمۃ اللہ علیہا کی یہ تین اعلیٰ صفات ہم میں سے ہر ایک کو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ ہمیں بھی ان اوصاف کی برکتیں حاصل ہوں:

سنت کے مطابق احکامِ الٰہی پر عمل

سنت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سارے فرمان اور وہ افعال اور احوال ہیں جو مسلمانوں کے لئے قابلِ عمل ہیں، حضور کے یہ افعال شریعت کہلاتے ہیں۔[2] سنت کا مفہوم اگرچہ کافی وسیع ہے لیکن فقہی اصطلاح میں عام طور پر سنت کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں: سنتِ مؤکدہ و غیر مؤکدہ۔ سنتِ مؤکدہ کو بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والی ملامت کی حق دار ٹھہرتی ہے۔ اسے چھوڑنے کی عادت بنانے والی فاسقہ، مردود الشہادۃ اور عذاب کی حق دار ہو جاتی ہے۔ حدیثِ مبارک میں سنتِ مؤکدہ چھوڑنے پر معاذ اللہ شفاعت سے محرومی کی وعید بیان کی گئی ہے۔ جبکہ سنتِ غیر مؤکدہ پر عمل باعثِ ثواب ہے اور چھوڑنا شرعاً ناپسندیدہ، مگر چھوڑنے پر کوئی وعید یا بار بار چھوڑنے کی صورت میں کوئی گناہ نہیں۔[3]

یاد رہے! سنتوں پر عمل نہ صرف رضائے خدا اور رسول کا ذریعہ اور ان سے کامل محبت کی علامت ہے بلکہ اس سے فرائض و واجبات کی حفاظت بھی ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ نہ صرف عبادات بلکہ تمام معاملات میں جہاں تک ممکن ہو، اپنے پیارے آقا کی سنتوں کو اپنائیں کہ سنتوں پر عمل نہ صرف باعثِ ثواب اور عبادات کو آراستہ کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ اس کی بدولت ہمارے دنیاوی کام، مثلاً: کھانا، پینا، سونا وغیرہ بھی عبادت بن جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے حقوق کا خیال

بندوں کے حقوق کا خیال رکھنا نہ صرف معاشرتی طور پر امن و سکون اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کا باعث ہے بلکہ آخرت میں کامیاب ہونے کا ذریعہ بھی ہے کہ یہ حقوق حق داروں کے معاف کئے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ اگر دنیا میں یہ حقوق ادا نہ کئے تو قیامت کے دن یہ حقوق ادا کرنے کے لئے اپنی نیکیاں دینا ہوں گی یا صاحبِ حق کے گناہ اپنے ذمے لینا ہوں گے۔ یعنی اللہ پاک کے حقوق پورا کرنے کے باوجود بہت سے لوگ بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی وجہ سے جہنم کے حق دار قرار پائیں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ بندوں کے حقوق کو پورا کرنے پر خصوصی دھیان دیں۔

نیک لوگوں کی خدمت

رضائے الٰہی کے لئے نیک لوگوں کی خدمت کرنا باعثِ ثواب ہے، خواہ یہ خدمت مالی ہو یا عملی۔ موقع محل کے مطابق آگے بڑھ کر نیک لوگوں کے کام کیجئے، ان کے لئے آسانیاں پیدا کیجئے، بالخصوص علمائے اہلِ سنت کی کہ یہ حضرات عام طور پر سفید پوش ہوتے ہیں۔ لہٰذا اپنی حیثیت کے مطابق ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھتے ہوئے ان کی مالی خدمت کیجئے تاکہ وہ معاشی فکروں سے آزاد ہو کر دین کی خدمت کرتے رہیں۔ اللہ پاک ہمیں اچھی عادات اپنانے اور بری عادات سے پیچھا چھڑانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

---

(1) طبقات الصوفیہ، ص390، رقم:4 (2) مراۃ المناجیح، 1/145 (3) جنتی زیور، ص304 ملخصاً۔ قانون شریعت، ص222 ملخصاً

Go To Index

شرحِ قصیدۂ معراجیہ (قسط6)

محترمہ بنتِ اشرف مدنیہ عطاریہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان) گوجرہ منڈی بہاؤالدین

22

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکے اُڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **عجب:** عجیب۔ **رخش:** چہرہ۔ **غزال:** ہرن۔ **دم خوردہ:** جس نے شراب پی رکھی ہو۔ **بکے اڑانا:** دھواں کی طرح روشنی کا اکٹھے نکلنا۔ **صاعقے:** بجلی کا کوندنا اور چمکنا۔

مفہومِ شعر: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب براق پر سوار ہوئے تو اس کے چہرے کا چمکنا اور شراب میں مست ہرن کی طرح پھڑکنا کوئی عجیب نہیں تھا کہ اس وقت ہر طرف نور ہی نور تھا، ہر طرف روشنی تھی جیسے بجلی چمک رہی ہو۔

شرح: معراج کی رات جب حضور براق پر سوار ہوئے تو اس کا چہرہ چمک رہا تھا اور وہ ایسے شوخیاں دکھارہا تھا کہ جیسے شراب میں مست ہرن ہو اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ وقت ہی ایسا تھا کہ ہر طرف سے تیز روشنی کی شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں اور آنکھوں میں بجلیاں چمک رہی تھیں، جب جانور کی آنکھوں میں تیز روشنی پڑتی ہے تو وہ خوب اچھلتا کودتا ہے اور یہاں تو سورج کو بھی شرما دینے والا سراجِ مُنیر خود بجلی (بُراق) کے اوپر سوار تھا، لہٰذا بُراق کے شایانِ شان تھا کہ وہ شوخیاں دکھاتا اور ہرن کی طرح اچھلتا کودتا، کیونکہ یہ سب حضور کے وجودِ مسعود کے قرب کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا: میرے پاس ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، جسے براق کہا جاتا ہے، وہ اپنی انتہائی نظر پر اپنا ایک قدم رکھتا ہے، میں اس پر سوار کیا گیا۔[1] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چونکہ اُس کی رفتار بجلی کی طرح تیز ہے اور وہ چمک دار سفید رنگ کا ہے اس لئے براق کہتے ہیں، اس پر حضور معراج میں بھی سوار ہوئے اور قیامت میں بھی سوار ہوں گے۔ خیال رہے کہ ہر نبی کا جنت میں ایک براق ہوگا سواری کے لئے مگر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا براق سب سے اعلیٰ ہوگا وہ یہی براق ہے۔ مزید فرماتے ہیں: (حضور نے فرمایا:) میں خود سوار نہ ہوا بلکہ سوار کیا گیا، جبریلِ امین علیہ السلام نے حضور کو سوار کیا، رِکاب جنابِ جبریل نے تھامی اور لگام میکائیل نے پکڑی، اس شان سے دولہا کی سواری چلی۔ خیال رہے کہ حضور کا براق پر سوار ہونا اظہارِ شان کے لئے تھا جیسے دولہا گھوڑے پر ہوتے ہیں براتی پیدل اور گھوڑا خِراماں خِراماں (آہستہ آہستہ) چلتا ہے، براق کی یہ رفتار بھی خِراماں تھی۔[2]

23

ہجومِ اُمید ہے گھٹاؤ مُرادیں دے کر انھیں ہٹاؤ
اَدب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غُلغُلے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **ہجومِ امید:** امیدوں کا جمگھٹا۔ **باگیں:** لگامیں۔ **ملائکہ:** فرشتے۔ **غلغلے:** شور۔

مفہومِ شعر: ملائکہ یہ صدائیں دے رہے تھے کہ مانگنے والوں کو ان کی مرادیں دے کر ان کی امیدوں کے ہجوم کو کم کرو اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سواری کو چلنے دو۔

شرح: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب براق پر سوار ہونے لگے تو آس پاس مرادیں مانگنے والے اکٹھا ہو گئے تو فرشتے یہ صدائیں دینے لگے کہ خبردار! امیدواروں کو ان کی طلب کے مطابق مرادیں دے کر جلد از جلد فارغ کیا جائے اور حضور کے ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے سواری کو آگے بڑھایا جائے کہ

Go To Index

کہیں آپ کی شان میں بے ادبی نہ ہو جائے۔

یاد رکھئے! حضور کو اللہ پاک نے مالک و مختار بنایا ہے اور تمام خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا فرمائی ہیں(3) کہ آپ جس کو جو چاہیں عطا فرما دیں یعنی آپ کو یہ اختیار عطا فرمایا کہ جسے چاہیں دنیا کی دولت دے کر غنی کر دیں اور جسے چاہیں آخرت کی نعمت دے کر اللہ پاک کا دوست بنا دیں۔

24

اُٹھی جو گردِ رہِ مُنوّر وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **گردِ رہِ منور:** نورانی راستہ کی گرد و غبار۔ **گھرے تھے:** چھائے تھے۔ **جل تھل:** بحر و بر، خشکی و تری۔ **امنڈنا:** ابھرنا، جوش میں آنا۔

مفہومِ شعر: حضور جب سفر معراج کو روانہ ہوئے تو اس نورانی راستے سے جو گرد اڑ رہی تھی وہ بھی اتنی نورانی تھی کہ اس سے سب سماں نور بار ہو گیا اور جنگل بھی نور سے بھر گئے۔

شرح: حضور بلاشبہ اللہ کا نور ہیں اور جس چیز کو آپ سے نسبت ہو جاتی ہے وہ بھی نور والی ہو جاتی ہے، اسی لئے جن مبارک راستوں سے آپ کا گزر ہوا ان کی گرد بھی نورٌ علیٰ نور ہو گئی اور ان سے ایسی نورانی گرد اڑی کہ ہر طرف نور ہی نور چھا گیا۔

الغرض یہ قدم قدم پر نور کی برسات، خشکی و تری اور جنگلات وغیرہ کے نور سے بھر جانے کا ذکر صرف ایک خیال، مبالغہ کرنے یا کلام کی خوبصورتی کو چار چاند لگانے کے لئے نہیں بلکہ حقیقت میں یہ رات اتنی ہی پُر کیف اور نورانی تھی جیسا کہ معارج النبوت میں ہے: اس رات 80 ہزار فرشتے آپ کے سیدھی اور اتنے ہی الٹی جانب تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں نورِ عرش سے جلائی ہوئی شمعیں تھیں، جن کی چمک سے بطحا کا دالان روشن تھا، جب نورِ مصطفیٰ کے 70 ہزار پردوں میں سے ایک پردہ ہٹایا گیا تو ایسا نور ظاہر ہوا جو ان ایک لاکھ ساٹھ ہزار نورِ عرش سے روشن کی ہوئی مشعلوں پر غالب آ گیا۔(4)

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

25

سِتَم کیا کیسی مَت کٹی تھی قمر! وہ خاک اُن کے رَہ گزر کی
اُٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **ستم:** ظلم۔ **مت کٹی تھی:** مت / عقل ماری گئی تھی۔ **قمر:** چاند۔

مفہومِ شعر: اے چاند! یہ تو نے کیسا ظلم کیا! کیسی بے وقوفی کی! تیری عقل پہ پردہ پڑا ہوا تھا! تُو چاہتا تو حضور کی راہ گزر کی خاک کو اٹھا لاتا اور اسے اپنے چہرے پر ملتا تو تیرے چہرے پر جو داغ دھبے ہیں سب مٹ جاتے۔

شرح: کتنا پیارا تخیل ہے اعلیٰ حضرت کا! چاند جو خود اپنی خوبصورتی کی وجہ سے مشہور ہے اور کسی بھی خوبصورت چہرے کو چاند سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ لیکن آپ چاند کو گویا مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ اے چاند! تو نے کتنا سنہری موقع ہاتھ سے جانے دیا، معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مبارک راہِ گزر کی خاک کو اٹھا کر اپنے چہرے پہ مل لیتا تو تیرے سب داغ دور ہو جاتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی چاند اپنی آب و تاب سے چمک رہا تھا اور سورج بھی خوب اپنی کرنیں لٹا رہا تھا، مگر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے رخِ انور سے پردہ اٹھایا گیا تو یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں یعنی نہ چاند کی چاندنی باقی رہی اور نہ ہی سورج کی تابانی۔

---

1. مسلم، ص87، حدیث:411
2. مراۃ المناجیح، 8/138 ملخصاً
3. مسند امام احمد، 2/156، حدیث:763
4. معارج النبوۃ، 3/103

Go To Index

پیغامِ بنتِ عطار

63 نیک اعمال

(نیک عمل نمبر 35)

زبان کی آفات بہت زیادہ ہیں اور اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھنا بہت دشوار ہے۔ زبان کی ایک آفت جھوٹ بولنا بھی ہے۔ ہمیں جھوٹ کے گناہ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے۔ جیسا کہ حضرت اوسط بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد خطبہ دیتے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ پچھلے سال رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اسی جگہ قیام فرما تھے جس جگہ میں کھڑا ہوں؛ اتنا کہہ کر آپ رونے لگے، پھر ارشاد فرمایا: جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ گناہ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جہنم میں لے جاتے ہیں۔(1)

جھوٹ تمام مذاہب میں حرام ہے۔ یہ دل میں اثر کرتا، دل کی شکل کو ٹیڑھا کر دیتا اور اسے سیاہ بنا دیتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میرا دل نفاق سے، میری شرم گاہ بدکاری سے اور میری زبان جھوٹ سے پاک رکھ۔(2) امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ نے 63 نیک اعمال کے رسالے میں اخلاق کو سنوارنے کے لئے جو سوالات عطا فرمائے ہیں ان میں سے ایک سوال جھوٹ اور غیبت و چغلی سے متعلق بھی ہے۔ چنانچہ

سوال نمبر 35 میں ہے: کیا آج آپ جھوٹ بولنے، غیبت و چغلی کرنے / سننے سے بچیں؟

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کردہ اس سوال میں ہماری دنیاوی و اخروی زندگی کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے کیونکہ اس میں بیان کردہ تینوں گناہ ایسے ہیں جن سے بچنا عام طور پر بہت مشکل ہے۔ چنانچہ ان گناہوں سے بچنے کے اسباب اور علاج وغیرہ کے متعلق مختصر تفصیل پیشِ خدمت ہے:

جھوٹ: جھوٹ کے معنی ہیں: سچ کا الٹ۔(3) کوئی چیز خریدتے وقت اس طرح کہنا کہ یہی چیز مجھے فلاں سے اس سے کم قیمت میں مل رہی ہے حالانکہ واقع میں ایسا نہیں ہوتا۔ اسی طرح جعلی، ناقص یا جن دواؤں سے شفا کا گمان غالب نہیں، ان کے متعلق اس طرح کہنا کہ سو فیصد شرطیہ علاج ہے، تو یہ جھوٹ ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ۝۱۰ (پ1، البقرۃ: 10) ترجمہ: اور ان کے لئے ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذابِ الیم (دردناک عذاب) مُرَتَّب ہوتا ہے۔(4)

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم: جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوششیں کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ پاک کے نزدیک کَذَّاب یعنی بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔(5)

البتہ! تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں: (1) جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے، اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی جائز ہے۔ (2) دو مسلمانوں میں

اختلاف ہے اور یہ ان میں صلح کروانا چاہتی ہے، مثلاً: ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتی ہے، تمہاری تعریف کرتی تھی یا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا ہے اور دوسری کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تا کہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔[6]

غیبت

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی نظر میں انسان کی عزت و حُرمت کی قدر بہت زیادہ ہے۔ اگر مسلمان ہو تو اس کی قدر اور بڑھ جاتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے ان تمام کاموں سے بچنے کا حکم دیا ہے جن سے کسی انسان کی عزت پامال ہوتی ہو ان کاموں میں سے ایک کام غیبت کرنا بھی ہے یعنی کسی کے بارے میں اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سن لے یا اس کو پہنچ جائے تو اسے ناگوار معلوم ہو۔[7]

غیبت گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور غیبت کو حلال جاننے والی دائرۂ اسلام سے باہر ہے۔

افسوس! مسلمانوں کی بھاری اکثریت اس وقت غیبت کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے۔ آج کل کوئی بیٹھک عموماً غیبت سے خالی نہیں ہوتی حالانکہ غیبت کرنے والی پرہیزگار نہیں بلکہ فاسقہ و گنہگار اور عذابِ نار کی حق دار ہے۔

غیبت کی تباہ کاریاں: غیبت برے خاتمے کا سبب ہے ● غیبت سے نماز، روزوں کی نورانیت چلی جاتی ہے ● غیبت کو اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر بدبودار ہو جائے گا ● غیبت کرنے والی قیامت کے دن کتے کی شکل میں اٹھے گی۔

الغرض غیبت بہت بڑا گناہ ہے۔ لہٰذا ہمیں اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

چغلی

لوگوں میں فساد کروانے کے لئے ان کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا چغلی ہے۔[8] اس سے بھی بچنا لازم ہے کیونکہ چغلی حرام[9] اور کبیرہ گناہ ہے[10] جس کے پاس کسی کی چغلی کی گئی اس پر لازم ہے کہ چغل خور کی تصدیق نہ کرے اور (اگر قدرت رکھتی ہے تو) اسے چغلی کرنے سے روک دے، نیز جس کی چغلی کی گئی اس کے بارے میں بد گمانی میں نہ پڑے۔[11]

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: طعنہ دینے، غیبت و چغل خوری کرنے اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرنے والوں کو اللہ پاک قیامت کے دن کتوں کی شکلوں میں اٹھائے گا۔[12] بلکہ ایک روایت کے مطابق چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔[13] مامون الرشید کا کہنا ہے: چغل خوری دوستی کے قریب جائے تو اسے ختم کر دیتی ہے، دشمنی کے پاس جائے تو اسے نیا کر دیتی ہے، جماعت کے قریب جائے تو اسے منتشر کر دیتی ہے۔ جو چغل خوری کے حوالے سے مشہور ہو اس سے بچنا، دور رہنا اور اس پر بھروسا نہ کرنا ضروری ہے۔[14]

جھوٹ، غیبت، چغلی یہ سب گناہ تباہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان گناہوں سے بچ کر فکرِ آخرت کرنی چاہئے اور ان سے بچنے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اور نیک اعمال کے رسالے پر عمل کیجئے ان شاءاللہ دونوں جہان کی بھلائیاں حاصل ہوں گی اور اچھے ماحول سے وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن کی اصلاح بھی ہوتی رہے گی۔ علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صحبتِ صالح تُرا صالح کند صحبتِ طالح تُرا طالح کند

یعنی اچھوں کی صحبت تجھے اچھا اور بروں کی صحبت تجھے برا بنا دے گی۔

---

(1) ابن ماجہ، 4/273، حدیث: 3849 ملتقطاً (2) مساوی الاخلاق، ص77، حدیث: 134 (3) جھوٹا چور، ص21 (4) تفسیر خزائن العرفان، ص7 (5) مسلم، ص1078، حدیث: 6639 (6) بہارِ شریعت، 3/517، حصہ: 16 (7) غیبت کی تباہ کاریاں، ص438 (8) شرح نووی، جزء: 2، ص112 (9) طریقہ محمدیہ مع حدیقہ ندیہ، 4/64 (10) ظاہری گناہوں کی معلومات، ص53 (11) احیاء العلوم، 3/193 ملتقطاً (12) ترغیب و ترہیب، 3/325، حدیث: 10 (13) بخاری، 4/115، حدیث: 6056 (14) مستطرف، 1/152

Go To Index

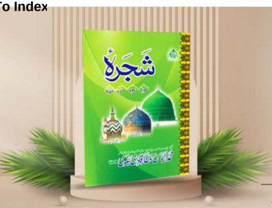

شرحِ شجرہ

قادریہ، رضویہ، ضیائیہ، عطاریہ

محترمہ ام فیضان مدنیہ عطاریہ نگران شعبہ ماہنامہ خواتین کراچی سطح

2

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

الفاظ کے معانی: **شہ:** سردار۔ **مشکل کشا:** مشکلیں حل کرنے والا۔ **رد:** دور کرنا۔ **واسطے:** وسیلے سے۔

مفہومِ شعر: اے اللہ پاک! مولا علی، مشکل کشا رضی اللہ عنہ اور ان کے پیارے شہزادے، شہیدِ کربلا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے صدقے میری ہر مصیبت وبلا دور فرما۔

شرح: اس شعر میں بارگاہِ الٰہی میں چوتھے خلیفہ امیر المومنین مولا مشکل کشا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور ان کے پیارے شہزادے امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی گئی ہے۔

مولا علی، شیر خدا رضی اللہ عنہ سلسلۂ طریقت کے دوسرے امام اور خلافتِ راشدہ کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ آپ مکے شریف میں پیدا ہوئے۔ ابو الحسن اور ابو تراب آپ کی کنیت ہے جبکہ مرتضیٰ، اسدُ اللہ، حیدرِ کرار، شیر خدا اور مشکل کشا آپ کے القابات ہیں۔ آپ نے حضور کے زیرِ سایہ پرورش پائی، نیز حضور نے اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ کے ساتھ فرمایا۔ 21 رمضان المبارک اتوار کی رات 63 سال کی عمر میں ایک خارجی کے قاتلانہ حملہ کی وجہ سے شہید ہوئے۔

آپ کی قبرِ مبارک نجف اشرف میں ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم آپ سے بہت محبت فرماتے تھے، اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ سے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔[1] کسی نے کیا خوب کہا ہے:

علی المرتضیٰ شیرِ خدا ہیں | کہ ان سے خوش حبیبِ کبریا ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چاہنے والے آج بھی اپنی مشکلوں میں آپ کو پکارتے ہیں اور آپ اللہ پاک کی عطا سے اپنے پکارنے والوں کی مدد فرماتے اور ان کی مشکلیں حل فرماتے ہیں۔

کیوں نہ مشکل کشا کہوں تم کو | تم نے بگڑی میری بنائی ہے

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شجرۂ قادریہ کے تیسرے شیخ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے لاڈلے نواسے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔[2] آپ کی پیدائش 5 شعبان 4 ہجری کو مدینہ پاک میں ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی، گھٹی دی اور آپ کا نام رکھا۔ آپ کی کنیت ابو عبدُ اللہ ہے جبکہ سیدُ الشہداء، شہیدِ کربلا، سبطِ رسول اور ریحانۃ الرسول وغیرہ آپ کے القابات ہیں۔ آپ کی تربیت حضور نے خود فرمائی اور حضور کو آپ سے ایسی محبت تھی کہ جب حضور کو اپنے شہزادے اور نواسے میں سے کسی ایک کو رکھنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے اپنے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر اپنے نواسے کو اختیار فرمایا، لہٰذا تین دن بعد شہزادے انتقال فرما گئے۔[3] امام عالی مقام نے دینِ اسلام کی بقا و شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے میدانِ کربلا میں اپنے بھائی، بیٹے، بھتیجے، ایک ایک کر کے سب قربان کر دیئے اور آخر کار بے شمار یزیدیوں کو داخلِ جہنم کر کے اپنے نانا کا وعدہ وفا کرتے ہوئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی پیش کر دیا اور جامِ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ آپ کا مزار مبارک کربلائے معلی میں ہے۔

---

1 ترمذی، 5/398، حدیث: 3732 2 تاریخ بغداد، 2/201 3 ترمذی، 5/429، حدیث: 3800

Go To Index

مدنی مذاکرہ

کیا شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی گھر سے باہر جاسکتی ہے؟

سُوال: کیا عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں جانا جائز ہے؟ اگر اسے روکا جائے تو وہ کہتی ہے کہ میں نے حق مہر معاف کر دیا تھا، اس لئے اجازت لینا ضروری نہیں ہے، اس حوالے سے راہ نمائی فرمادیجیے۔

جواب: عورت کو (بلاعذرِ شرعی) بغیر اجازت گھر سے نکلنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ (امیر اہلِ سنّت کے قریب بیٹھے مفتی صاحب نے فرمایا:) عورت ہفتے میں ایک مرتبہ اپنے والدین سے ملنے کے لئے جاسکتی ہے اس میں شرعاً شوہر کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے لیکن پھر بھی بہتر یہی ہے کہ شوہر کی اجازت سے ہی جائے۔ اسی طرح محارم یعنی قریبی رشتہ دار جیسے بھائی بہن وغیرہ سے سال میں ایک مرتبہ شوہر کی اجازت کے بغیر ملنے جاسکتی ہے لیکن اجازت لے کر ہی جانا چاہیے تاکہ گھر کا ماحول اچھا رہے۔[1]

شوہر کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر جانے والی عورت کا حکم

سُوال: جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر چلی جائے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: بات بات پر روٹھ کر میکے چلی جانے والی عورت اس حدیثِ پاک کو بار بار اپنے کانوں پر دہرائے اور دل کی گہرائیوں میں اتارے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اور (بیوی) بغیر اجازت اس (یعنی شوہر) کے گھر سے نہ جائے اگر بلاضرورت ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے یا واپس لوٹ نہ آئے اللہ پاک اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔[2]

بے وقوف میکا کون سا ہے؟

سُوال: بے وقوف میکا کون سا ہوتا ہے؟

جواب: جو میکا شوہر اور سسرال کے خلاف بھڑکائے اور چڑھائے کہ تو یہ سن کر آگئی! بڑھی چڑیل نے تیرے کو یہ بولا اور تیرے کو جواب نہیں آیا! کیا تیرے منہ میں مونگ بھرے تھے تو بھی یوں جواب دیتی! تو جو میکا اس طرح لڑوا کر اپنی بیٹی کا یا بہن کا گھر تڑوائے وہ بیوقوف ہے۔ وہ بہو بری جو سسرال کی برائیاں اپنی ماں، بہنوں، بھائی اور باپ کے پاس جاکر کرے لیکن یاد رکھیے! ہر ماں بہن ایسی بے وقوف نہیں ہوتی کہ اگر بہن یا بیٹی لڑ کر آگئی تو وہ اس کا حوصلہ بڑھائے بلکہ بعض تو اچھا ذہن بناتی ہیں۔

بیٹی روٹھ کر آجائے تو اسے کس طرح سمجھایا جائے؟

سُوال: اگر بیٹی روٹھ کر آئے اور اپنے امی ابو سے شکایت کرے کہ میرے سسرال میں یوں یوں ہو رہا ہے تو کیا انہیں بڑھ کر یہ پوچھنا چاہیے کہ بیٹی تو اتنی شریف ہے، اتنی نیک ہے، اتنی خاموش اور قفلِ مدینہ والی ہے کہ تو نے اول سے آخر تک کچھ بھی نہیں بولا ہوگا اور یوں ہی سن کر آگئی ہے، بیٹی آپ نے بھی تو آگے پیچھے کچھ نہ کچھ بولا ہوگا مگر وہ آپ نے نہیں بتایا؟

جواب: بیٹی ہو یا بیٹا، جوان ہو یا بڑھا جب یہ ہم سے فریاد کریں کہ میرے ساتھ یوں کیا تو بعض اوقات ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ حقیقتِ حال کیا ہے؟ اس سلسلے میں ایک چٹکلا سنیے، چنانچہ

ایک بار رمضان ہال میں سب کے سامنے ایک اسلامی بھائی نے کھڑے ہو کر کہا کہ فیضانِ مدینہ کے حارسین یعنی جو آنے جانے والوں کی چیکنگ کیا کرتے ہیں انہوں نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا یہ قصہ سب کے سامنے Live (یعنی براہِ راست) ہوا تھا؟ نیز جس طرح آپ نے میرے سامنے خشوع و خضوع کے ساتھ اور گڑگڑا کر گفتگو کی کیا آپ کا حارسین کے ساتھ بھی یہی لہجہ تھا اور پھر بھی انہوں نے آپ سے بدتمیزی کی؟ جب میں نے اس اسلامی بھائی سے یہ سوال

Go To Index

کیے تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور فوراً بیٹھ گیا اور وہ سمجھ گیا کہ میں رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہوں اور برائی میرے کھاتے میں آگئی ہے۔[3]

شوہر کے گھر بیوی کا سانس رکنے کی وجہ اور علاج

سُوال: بعض لوگ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈلوانے کے لئے عملیات کرواتے ہیں تو اگر بیوی پر اس جادو کے اثرات ہوں جس کے باعث شوہر کے گھر آنے پر اس کا سانس بند ہونے لگے تو اس مسئلے کا کیا حل کیا جائے؟

جواب: عملیات کرنے والے میاں بیوی میں جدائی ڈلوانے کے لئے بھی عملیات کرتے ہیں مگر یہ بات ثابت کس طرح ہو گی کہ کسی نے اس پر کچھ کروایا ہے یا فلاں رشتہ دار نے کروایا ہے؟ بعض عامل جادو کروانے والے کے بارے میں کچھ اشارہ دے دیتے ہیں یا اس کے نام کا پہلا حرف بتا دیتے ہیں، اب اگر اتفاق سے کسی رشتہ دار کا نام اسی حرف سے شروع ہوتا ہو تو اس کے بارے میں بدگمانی کی جاتی ہے کہ یہی جادو کروانے والا ہے حالانکہ اس بے چارے کو پتا بھی نہیں ہوتا تو یوں عامل آپس میں لڑوا دیتے ہیں۔ شوہر کے گھر بیوی کی سانس رکتی ہے تو جب تک شرعی ثبوت نہ ہو کسی کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ فلاں رشتہ دار عمل کروا کر جدائی ڈلوا رہا ہے۔ بابا جی لوگوں کا کہہ دینا شرعی ثبوت نہیں کہلاتا۔ بیوی جب بھی شوہر کے گھر جاتی ہے بے چاری کا سانس رکنے لگتا ہے تو اس کی کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ نفسیاتی اثر بھی ہو سکتا ہے جبکہ ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہو کہ شوہر کے گھر جاؤں گی تو میرا سانس رکے گا کیونکہ فلاں دن بھی سانس رک گیا تھا حالانکہ ایک بار ایسا ہو جانا بار بار ایسا ہونے کی دلیل نہیں۔ ممکن ہے اس دن کہیں سے سیڑھیاں چڑھ کر تھکی ہاری شوہر کے گھر گئی ہو جس کی وجہ سے سانس پھول گیا ہو اور اتفاق سے رکنے لگا ہو تو اس واقعے کو دلیل بنا کر یہ کہہ رہی ہے شوہر کے گھر میرا سانس رکتا ہے۔ یاد رکھئے! نفسیاتی اثر کے بڑے اثرات ہوتے ہیں اور بندے کو ایسا لگتا ہے کہ اس کے ساتھ یوں ہوتا ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔[4]

بیوی کا اپنے شوہر کو گالی نکالنا کیسا؟

سُوال: بیوی کا اپنے شوہر کو مذاق میں گالی نکالنا کیسا؟

جواب: گالی نکالنے کو حدیثِ پاک میں فسق (گناہ) کہا گیا ہے۔[5] اگر بیوی شوہر کو گالی نکالے تو یہ اور بھی سخت ہو جائے گا کیونکہ اس نے تو شوہر کی تعظیم اور اطاعت کرنی ہے کہ شوہر بیوی کا بادشاہ اور حاکم ہے چنانچہ قرآنِ پاک میں ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (پ5، النسآء:34) ترجمہ: مرد عورتوں پر نگہبان ہیں۔ جب شوہر اپنی بیوی کا حاکم ہے تو حاکم کا احترام زیادہ کرنا ہوتا ہے لہٰذا عورت شوہر کو گالی نکالنے پر توبہ کرے، شوہر سے معافی مانگے اور آئندہ ایسا کرنے سے بچے۔

بیٹیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والوں کی فضیلت

سُوال: مختلف احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ جس شخص کی دو یا تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی پرورش کرے تو وہ اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوں گی۔ یہ فضیلت صرف باپ کے لئے ہے یا ماں کے لئے بھی ہے؟

جواب: یہ فضیلت ماں کے لئے بھی ہے جیسا کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی، عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی۔ جب وہ چلی گئی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف لائے میں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: جس کو خدا نے لڑکیاں دی ہوں اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک یعنی آڑ ہو جائیں گی۔[6] [7]

---

(1) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/515 (2) کنز العمال، 8/144، حدیث: 44801، جز: 16 (3) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/457 تا 459 (4) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/56 (5) بخاری، 1/30، حدیث: 48 (6) مسلم، ص 1085، حدیث: 6693 (7) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/492

Go To Index

اُمِّ میلاد عطاریہ*
* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی)

لڑکیوں کو اُمورِ خانہ داری سکھانا

عورت خدا کی ایک عظیم نعمت ہے جو انسانی معاشرے کی تعمیر و ترقّی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو دنیا کی رونق، محبّت اور خوبصورتی ماند پڑ جاتی۔ وہ بچپن میں بھائی بہنوں سے محبّت کرتی ہے، شادی کے بعد شوہر کی وفادار ساتھی بنتی ہے اور ماں بن کر اولاد پر اپنی محبّت اور قربانی نچھاور کرتی ہے۔ اسلام سے پہلے عورت کی کوئی عزّت نہ تھی، وہ وراثت، ملکیت اور معاشرتی حقوق سے محروم تھی، ظلم سہتی اور بے بسی کی زندگی گُزارتی تھی۔ مگر جب نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دینِ اسلام کا پیغام لائے تو عورت کے مقام میں انقلابی تبدیلی آئی، اسے عزّت، وراثت میں حصّہ، مالکانہ حقوق اور معاشرتی حیثیت دی جانے لگی، یوں وہ معاشرے میں ذلیل ہونے کے بجائے گھر کی ملکہ بن گئی۔ عورت کی زندگی مختلف مراحل سے گُزرتی ہے۔ جوان ہونے کے بعد عورت کی شخصیت نکھرتی ہے اور وہ معاشرتی ذمّے داریوں کے لیے تیار ہوتی ہے۔ بیوی بننے کے بعد وہ گھر کی نگہبان، شوہر کی ساتھی، اور خاندان کی بنیاد بنتی ہے۔ ماں بننے کے بعد وہ محبّت، قربانی، اور تربیّت کی عظیم مثال بن جاتی ہے۔

آج کے جدید دور میں جہاں لڑکیوں کی تعلیم، ہنر اور شعور کو بہت اہمیّت حاصل ہے، وہیں گھریلو زندگی کی بنیادی تربیّت بھی نہایت ضَروری ہے۔ مائیں اپنی بیٹیوں کو تعلیم دلوانے میں جتنا خُلوص دکھاتی ہیں، امتحانات کے دوران ان کے آرام کا جتنا خیال رکھتی ہیں، اُتنا ہی ضَروری ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو نرمی اور محبّت سے گھریلو ذمّہ داریاں نبھانا بھی سکھائیں۔ اکثر مائیں بیٹیوں کو بچپن سے ہی گھر کے کاموں سے بریُّ الذِّمہ رکھتی ہیں اور اچانک شادی کے بعد اُن سے ہر گھریلو کام کی توقّع کی جاتی ہے، جس سے لڑکی کو شرمندگی، ناپختگی اور گھریلو تناؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لڑکی اگر سالن، آٹا، مصالحے یا چائے تک بنانا نہ جانے تو سسرال میں ناسمجھی، اُلجھن اور بعض اوقات تَضحیک کا سامنا کرتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ خود کو ناکام محسوس کرتی ہے اور ماں سے فون پر مدد مانگتی ہے، حالانکہ اگر اُسے وقت پر پیار سے کھانا پکانا، صفائی، سلیقہ شعاری اور کچن کے معمولات سکھائے جائیں تو وہ شادی کے بعد اعتماد کے ساتھ نئی زندگی کا آغاز کر سکتی ہے۔ اس لیے ہر ماں پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو تعلیم کے ساتھ گھریلو ہنر بھی ضَرور سکھائے تاکہ وہ دنیا میں باعزّت، خوشحال زندگی گزارے اور آخرت میں بھی کامیاب ہو۔

Go To Index

بیٹی کی تربیت میں اعتِدال اور توازن بہت ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سارا زور صرف اُمورِ خانہ داری پر دیا جائے اور بیٹی کو تعلیم و شعور سے ہی محروم کر دیا جائے، اور نہ ہی ایسا ہو کہ صرف تعلیم پر ہی زور دیا جائے اور بچی گھریلو معاملے سے فرار کا راستہ ڈھونڈتی رہے۔ بیٹی کو محبّت، نرمی اور حکمتِ عملی سے یوں سکھایا جائے کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ گھریلو کاموں میں بھی دلچسپی لینے لگے، اور فارغ وقت میں صرف آرام کرنے کے بجائے اپنی ماں کا ہاتھ بٹائے۔ وقت آنے پر اُسے یہ سمجھایا جائے کہ شادی کے بعد زندَگی کی نوعیت بدل جاتی ہے اور گھر کے نظام کو سنبھالنا، شوہر کے ساتھ نباہ کرنا اور سلیقے سے رہنا ایک عورت کے حُسنِ سُلوک کی علامت ہے۔ وہ اپنی ماں یا تجربہ کار خواتین سے سیکھے کہ ایک بیوی اور بہو کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے، تاکہ نہ وہ شریعت کی نظر میں کوتاہ ٹھہرے، نہ سسرال میں شرمندگی اُٹھائے، اور نہ ہی معاشرے کے طعنے سہنے پڑیں، بلکہ وقار، سلیقے اور علم و ہنر کے ساتھ اپنی اَزدواجی زندَگی کا کامیاب آغاز کر سکے۔

عورت کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور نوکرانی رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو عورت اپنے گھر کا کام خود کرے، اس میں نہ کوئی ذلّت ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شہزادی، خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا بھی اپنے گھر کا سارا کام اپنے ہاتھوں سے کرتیں، کنویں سے پانی بھرنا، چکّی پیسنا حتیٰ کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے۔ اسی طرح حضرت اسماء رضی اللہُ عنہا بھی اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہُ عنہ کے گھر کا سارا کام کرتیں، گٹھلیاں چن کر لاتیں، گھوڑے کا چارہ لاتیں اور اس کی مالش تک خود کرتیں۔ (دیکھیے: جنتی زیور، ص60)

گھریلو کام کے ساتھ ساتھ عبادت، علمِ حدیث و فقہ میں مہارت، اور شوہر کی خدمت یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیبیاں نہایت باعمل، پاکیزہ اور باوقار زندگی گُزارتی تھیں، ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتیں۔ اے پیاری بہنو! کاش ہماری زندگیوں میں بھی ان مقدّس ہستیوں کی جھلک آجائے، تو ہماری زندگی بھی جنّت کا نمونہ بن جائے۔

لڑکیوں کو اُمورِ خانہ داری میں بنیادی ہنر اور سلیقے محبّت سے سکھانے چاہئیں تاکہ وہ زندگی کے ہر مرحلے میں خود کفیل اور بااعتماد بن سکیں۔ ان میں آسان دستکاریاں جیسے سوئٹر بننا، موزے، ٹوپیاں، کپڑے سینا، ہاتھ سے ٹانکے لگانا شامل ہوں۔ کھانا پکانے میں روٹی، دال، سبزیاں، گوشت، مرغی، قیمہ، کلیجی، پکوڑے، پلاؤ وغیرہ روزمرّہ کے کھانے اور خاص مواقع کے لیے بریانی، قورمہ، کوفتے، کڑھائی اور ہر خاندان کے ذوق کے مطابق خاص پکوان بنانا آنا چاہیے، مثلاً پنجابی گھرانوں میں ساگ اور مکئی کی روٹی۔ اسی طرح اچار، چٹنیاں، مربّے اور موسمی مشروبات جیسے لسّی، ستّو، لیموں پانی، مِلک شیک، آم یا کیلا کا جوس وغیرہ بنانا بھی سکھایا جائے۔ بیماری یا حادثے کی صورت میں ابتدائی طبّی امداد جیسے جلنے، کٹنے، موچ، درد، بخار، بلڈ پریشر یا شوگر کی حالت میں فوری اقدامات آنا نہایت ضروری ہے۔ صفائی میں یہ اُصول واضح ہوں کہ جھوٹے یا دوا لگے برتن ہرگز استعمال نہ کیے جائیں، بلکہ دھو کر ترتیب سے رکھے جائیں۔ ہفتے میں ایک دن مکمّل صفائی کے لیے مقرّر ہو تاکہ گھر صاف ستھرا اور جراثیم سے پاک رہے۔ جو لڑکیاں یہ ہنر سلیقے سے سیکھ لیتی ہیں، وہ اِن شآءَ اللہ کبھی بھی کسی کی محتاج نہیں بنتیں، بلکہ ایک باوقار، بااعتماد اور باعمل خاتون کے طور پر زندگی گُزارتی ہیں۔

Go To Index

بُری عادتیں
(قسط 15)

محترمہ ام ہالہ (بنتِ افضل) مدنیہ عطاریہ لاہور

دینی تعلیم کو ادھورا چھوڑ جانے کی وجوہات ذکر کیے جانے کا سلسلہ جاری ہے، ذیل میں ایک اور ایسی وجہ کو ذکر کیا جارہا ہے جو عِلمِ دین کی برکتوں کے حصول میں رکاوٹ کا باعث ہے۔

معاشی حالات کی وجہ سے علم سے دور ہو جانا

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو دولت کے زور اور خودی کے گھمنڈ میں علم حاصل کرتا ہے، ناکام رہتا ہے۔ البتہ جس نے خاکساری، تنگ دستی اور احترام کے ساتھ علم سیکھا وہ کامیاب ہوا۔(1) معلوم ہوا! حصولِ علم کے لئے دولت کی کثرت ہونا ضروری نہیں۔ اگر ہم اپنے علما و مشائخ کے حالاتِ زندگی پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ یتیمی، مسکینی، تنگ دستی اور غربت و افلاس ان کے شوق و ذوق کی چٹانوں کو ہلا نہ سکے۔ معاشی مسائل اور وسائل کی کمی ایسی چیزیں نہیں ہیں جو راہِ علم میں حائل ہو کر ہمیں منزل تک پہنچنے سے روک دیں۔ بعض اوقات گھر والوں کی طرف سے بھی پریشر ہوتا ہے کہ گھر میں کمانے والا کوئی نہیں، گھر کے اخراجات پورے نہیں ہوتے، لٰہذا پڑھائی کے اخراجات پورے نہیں کر سکتے تو اس وجہ سے بھی پڑھائی کا سلسلہ روک دیا جاتا ہے۔

اگر اسٹوڈنٹس حصولِ علم میں سنجیدہ اور اپنے مشن سے کامل وفا کرنے والے ہوں تو یہ حالات کی خرابی علمِ دین حاصل کرنے سے روک نہیں سکتی۔ نیز اگر حکمتِ عملی اور حالات و واقعات کے تقاضوں کے مطابق اچھے انداز میں معاملات کو سنبھالا جائے اور جذبہ سچا ہو تو ہزار راہیں نکل آئیں گی۔

اگر ہم چند صدیوں پہلے کے راہِ علمِ دین کے مسافروں کے معاشی حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ ہم تو بہت زیادہ آسائشوں میں ہیں۔ ہمارے علمی سفر میں دشواریاں سہولیات نہ ہونے سے نہیں بلکہ آسائشوں کی کثرت کے سبب بھی ہیں۔ جبکہ اُس دور میں کاریں اور ریل گاڑیاں تھیں نہ سائیکل و رکشے تھے، نہ شاندار سڑکیں۔ بجلی جیسی روشنی تو دور کی بات ہے ان کو تو چراغ کے لئے تیل مل جانا بھی غنیمت تھا۔ دوسروں کے گھروں کی روشنی میں کھڑے ہو کر رات بھر مطالعہ کر لیتے اور کھانے کے لئے باسی روٹی کے ٹکڑے مل جاتے تو فضلِ خداوندی سمجھتے۔

منقول ہے کہ امام ابنِ جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم مفسرِ قرآن نے طالبِ علمی کے دور میں تنگ خرچی کی وجہ سے اپنے کرتے کی دونوں آستینیں بیچ ڈالیں۔ نیز امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا نہ ملنے پر تین دن متواتر جنگل کی بوٹیاں کھائیں۔(2)

امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ بچپن میں آپ کے سر سے والد کا سایہ اُٹھ گیا، والدہ نے گھر چلانے کے لئے انہیں ایک دھوبی کے پاس بٹھا دیا، ایک بار یہ امامِ اعظم کی مجلس میں جا پہنچے، وہاں کی باتیں انہیں اس قدر پسند آئیں کہ یہ دھوبی کو چھوڑ کر وہیں بیٹھنا شروع ہو گئے۔ والدہ کو جب پتا چلتا تو وہ انہیں اٹھاتیں اور دھوبی کے پاس لے جاتیں، جب معاملہ بڑھا تو ان کی والدہ نے امامِ اعظم سے کہا: اس بچے کی پرورش کرنے والا کوئی نہیں، میں نے اسے دھوبی کے پاس بٹھایا تھا تا کہ کچھ کما کر لا سکے، مگر آپ نے اسے بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ امامِ اعظم نے فرمایا:

Go To Index

اے خوش بخت! اسے علم کی دولت حاصل کرنے دے وہ دن دُور نہیں جب یہ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ کھائے گا۔ یہ بات سن کر امام ابو یوسف کی والدہ بہت ناراض ہوئیں، کہنے لگیں: (آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں بھلا) ہم جیسے غریب لوگ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ کیسے کھا سکتے ہیں؟ بہر حال امام ابو یوسف استقامت کے ساتھ علمِ دین حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ جب عہدۂ قضا ان کے حوالے کر دیا گیا۔ ایک بار خلیفہ نے ان کی دعوت کی، دورانِ دعوت خلیفہ نے باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: اے امام! یہ حلوہ کھائیے، روز روز ایسا حلوہ تیار کروانا ہمارے لئے آسان نہیں۔ یہ سُن کر امام ابو یوسف کو امامِ اعظم کی بات یاد آئی تو وہ مسکرانے لگے، خلیفہ کے پوچھنے پر فرمایا: میرے استادِ محترم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے برسوں پہلے میری والدہ سے فرمایا تھا کہ تمہارا یہ بیٹا باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور فالودہ کھائے گا، آج میرے استادِ محترم کا فرمان پورا ہو گیا۔ پھر انہوں نے اپنے بچپن کا سارا واقعہ خلیفہ کو سنایا تو وہ بہت حیران ہوئے اور کہا: بے شک علم ضرور فائدہ دیتا اور دین و دنیا میں بلندی دلواتا ہے۔[3]

علامہ محمود بن سعید مقدیش صفاقسی تونسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نزهة الانظار فی عجائب التواريخ والاخبار کے خاتمے میں شیخ ابو عبد اللہ محمد الغراب رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں لکھا ہے کہ ان کے والد ایک تاجر تھے انہوں نے ایک بار انہیں ڈھیر سارا مال دیا اور کہا: جاؤ، حج کر آؤ اور بچے ہوئے پیسوں سے (واپسی میں مصر سے) مالِ تجارت خریدتے آنا (تاکہ انہیں بیچ کر نفع حاصل کیا جا سکے۔) شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپسی پر جب مصر پہنچے تو بچے ہوئے سارے پیسوں کی کتابیں خرید کر اپنے ساز و سامان کے ساتھ بھر لیں۔ جب گھر پہنچے تو ان کے والد نے سمجھا یہ سب مالِ تجارت ہے، مگر جب اتارا گیا تو کتابوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ ان کے والد نے کہا: بیٹے! مالِ تجارت کہاں ہے؟ شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کتابیں ہی میری تجارت ہیں (یعنی تجارتِ اخروی۔) ان کے والد غضب ناک ہو کر بولے: تو نے میرا سارا مال برباد کر دیا اور مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔ شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ سے ماجرا عرض کیا تو ان کے شیخ نے ان کے والد کو بلوا کر فرمایا: (تجارتِ فانیہ کے بجائے) باقی رہنے والی نفع بخش تجارت (تجارتِ اخروی) کر لینے پر آپ ناراض کیوں ہو گئے؟ دلی اطمینان رکھیے اور مالداری کی خوش خبری لیں کیوں کہ کتابوں کی خریداری، خوش حالی و مال داری لاتی ہے۔ (یہ جو آپ کے لڑکے نے کیا) یہ تجارتِ اُخروی حاصل ہوئی اور اس کے بدلے میں اللہ پاک آپ کو تجارتِ دنیوی عطا فرمائے گا۔ پھر شیخ نے ان کے لئے اور ان کی نسل کے لئے حفاظت و برکت کی دعا کی۔ اللہ پاک نے دعا قبول فرمائی اور آگے چل کر دنیوی کاروبار میں انہیں بہت نفع ہوا اور انہیں ڈھیر ساری دولت ملی۔ شیخ محمود مقدیش بتاتے ہیں کہ وہ کتابیں آج تک (تیرہویں صدی کی پہلی چوتھائی تک) محفوظ و موجود ہیں اور لوگ ان کتابوں سے آج تک (دینی و علمی) نفع پا رہے ہیں۔[4]

یہ روشن واقعات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں، ہمارے بزرگوں نے کتنی مشکلیں کاٹ کر علم حاصل کیا اور اس کی روشن تعلیمات کو ہم تک پہنچایا اور اب ہماری حالت یہ ہے کہ اعلیٰ و شاندار دینی مدارس و جامعات اور ان میں عمدہ انتظامات میسر ہونے، جیب خرچ ملنے اور مفت تعلیم اور کتابوں کی مفت فراہمی کے باوجود حصولِ علم میں ناکام واقع ہوئی ہیں۔ لہٰذا اتنی سہولیات کے باوجود بھی معاشی حالات کا رونا رونا اور غربت و افلاس کو بہانہ بنانا محرومی کی علامت ہے۔ اللہ پاک ہمیں حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) جامع بیان العلم وفضلہ، ص137، رقم: 446 (2) مطالعہ کی اہمیت، ص5 (3) عیون الحکایات، ص278، 279 ملخصاً (4) نزهة الانظار فی عجائب التواریخ والاخبار، 2/371، 370

Go To Index

دارُالافتاء اہلِ سنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی * شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کیے جارہے ہیں۔

1 مرغ کے خون سے لکھے تعویذ کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرغ کے خون سے لکھا ہوا تعویذ اگر گلے میں پہنا ہو ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ تعویذ لکھنے میں اتنی مقدار خون استعمال ہو جاتا ہے، جو بہنے کی مقدار ہو کیا اس تعویذ کو کپڑے یا بدن پہ لگی نجاست کی طرح ناپاک تصور کیا جائے گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اول تو یہ یاد رہے کہ خون کے ساتھ تعویذ لکھنا ناجائز و گناہ ہے لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے اور اس کی بجائے مشک کے ساتھ لکھ لیا جائے کہ اس کی اصل بھی خون ہی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: یونہی دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے۔

(فتاوی رضویہ، 24/196)

صورت مسئولہ کا حکم:

اور جہاں تک بہنے کی مقدار والے خون کے ساتھ لکھے گئے تعویذ کو پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ

(الف) اگر یہ خون درہم کی مقدار سے زائد ہو تو ایسی صورت میں اسے پہن کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہو گی اور قصداً اسے پہن کر نماز پڑھنا ناجائز و گناہ بھی ہے۔

(ب) اور اگر درہم کی مقدار برابر ہو تو ایسی صورت میں اسے پہن کر نماز مکروہِ تحریمی، اور واجب الاعادہ ہو گی۔ اور قصداً اسے پہن کر نماز پڑھنا ناجائز و گناہ بھی ہے۔

(ج) اور اگر درہم سے کم مقدار ہو تو اسے پہن کر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی لیکن اس کا اعادہ بہتر ہے اور قصداً اسے پہن کر نماز پڑھنا خلافِ سنت و مکروہ ہے۔

درہم کی مقدار کی وضاحت:

بہتا خون نجاست غلیظہ ہے۔ نہایہ شرح ہدایہ میں ہے "والدم السائل نجس نجاسة غليظة" ترجمہ: بہتا خون نجاستِ غلیظہ ہے۔ (النہایۃ فی شرح الہدایۃ، 1/55)

اور اس کی دو قسمیں ہیں: پتلا خون اور گاڑھا خون، اور نجاستِ غلیظہ میں پتلی اور گاڑھی نجاست کی درہم کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے پتلے اور گاڑھے خون کی مقدار بھی مختلف ہو گی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) پتلا خون: اگر خون پتلا ہے (یعنی سوکھ جانے کے

Go To Index

بعد کاغذ وغیرہ پر اس کا ابھرا ہوا جسم محسوس نہیں ہوتا) تو اس میں درہم کی مقدار سے مراد پوری ہتھیلی کے پھیلاؤ کے برابر ہونا ہے یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے، اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے۔

پس پتلا خون اگر ہتھیلی کے اس پھیلاؤ کے برابر ہے تو وہ درہم کے برابر، اس سے زیادہ ہے تو درہم سے زائد اور اس سے کم ہے تو درہم سے کم شمار ہوگا۔

(ب) گاڑھا خون: اگر خون گاڑھا ہے (یعنی سوکھ جانے کے بعد کاغذ وغیرہ پر اس کا ابھرا ہوا جسم محسوس ہوتا ہے) تو اس میں درہم کی مقدار سے مراد ساڑھے چار ماشے وزن ہونا ہے۔

پس گاڑھا خون اگر ساڑھے چار ماشے وزن کا ہو تو وہ درہم کے برابر اور اگر اس سے زائد ہو تو درہم سے زائد اور اگر کم ہو تو درہم سے کم شمار ہوگا۔

نوٹ: اس تفصیل کے مطابق دیکھ لیا جائے کہ جس خون سے تعویذ بنایا گیا، وہ پتلا ہے یا گاڑھا، جیسا ہو، اس کا حکم اوپر مذکور تفصیل کے مطابق دیکھ لیا جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 کینگرو کھانا حلال ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کینگرو (Kangaroo) حلال ہے یا نہیں؟ شرعی رہنمائی فرمائیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کینگرو (Kangaroo) شرعاً حلال جانور ہے؛ کیونکہ شرعی طور پر وہ جانور حرام ہوتے ہیں جو نوکیلے دانتوں سے شکار کرتے ہوں، جبکہ کینگرو ایسا جانور نہیں بلکہ ایک سبزی خور (Herbivore) جانور ہے جو کہ صرف گھاس پھونس اور درختوں کے پتے وغیرہ کھاتا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

3 تین چکروں میں اضطباع کو ترک کرنے کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ میں نے عمرے کا طواف کرتے ہوئے شروع کے تین چکروں میں داہنا کندھا کھلا رکھا بقیہ چار میں بغیر کسی عذر کے ڈھک لیا تو کیا ایسا کرنا درست تھا؟ اگر نہیں تو کیا اس صورت میں دم یا صدقہ وغیرہ لازم ہوں گے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شرعی اصول:

شرعی اصول یہ ہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہو اس کے تمام چکروں میں اضطباع سنت ہے، لہٰذا اگر کوئی طواف کے تمام یا بعض پھیروں میں بغیر کسی عذر کے اسے ترک کرے تو خلافِ سنت و اساءت کا مرتکب ہے یعنی مستحقِ ملامت ہے، اگر عذر ہو تو اب اساءت نہیں، البتہ ان دونوں صورتوں (یعنی عذراً یا بلا عذر اضطباع ترک کرنے) کی وجہ سے دم یا صدقہ لازم نہیں ہوگا۔

مذکورہ اصول کی روشنی میں صورتِ مسؤلہ کا جواب:

مذکورہ اصول کی روشنی میں آپ کا بلا عذر چار چکروں میں اضطباع کو ترک کرنا خلافِ سنت و برا عمل تھا، البتہ اس کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ لازم نہیں ہوگا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی
* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہل سنت، لاہور

کیا جنت میں والدین سے ملاقات ہوگی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ والدین اور اولاد کے جنت میں جانے کی صورت میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوگی یا نہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مسلمان والدین اور اولاد کی جنت میں ملاقات ہوگی اگرچہ ان کے درجات میں فرق ہو جیسے والدین کے درجات بلند ہوں اور اولاد کے اعمال اس درجے کے نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کی خوشی کے لئے ان کو وہ درجات عطا فرمادے گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عدتِ وفات کا آغاز کب سے ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری پھپھی کے شوہر سعودی عرب میں وفات پاگئے تھے۔ وہاں سے ان کی میت کو پاکستان لاتے چھ سات دن لگ گئے۔ پاکستان میں لانے کے بعد ان کی تدفین کا سلسلہ ہوا۔ پوچھنا یہ ہے کہ میری پھپھی کی عدتِ وفات کس وقت سے شروع ہوگی۔ جس وقت پھپھا جان کا انتقال ہوا یا ان کی تدفین ہوئی؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ کی پھپھی کی عدتِ وفات اس وقت سے شروع ہوگی جس وقت ان کے شوہر کا انتقال ہوا کیونکہ اس عدت کا تعلق وفات سے ہے تو اس کی ابتدا بھی وفات سے ہوگی، تدفین سے اس کا تعلق نہیں ہے جیسا کہ وہ حاملہ عورت جس کا شوہر فوت ہوگیا اور ابھی اس کی تدفین نہیں ہوئی کہ اس عورت نے بچہ جن دیا تو اس کے بارے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی عدت پوری ہوگئی۔

تنبیہ: یہ مسئلہ یاد رہے کہ کسی بھی شخص کے انتقال ہو جانے کے بعد اس کی تجہیز، تکفین و تدفین میں جلدی کی جائے، بلاضرورت تاخیر کرنا سخت منع ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

میت کی رسومات

(قسط 5)

محترمہ بنتِ منصور مدنیہ عطاریہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز E.1 جوہر ٹاؤن لاہور

میت کی رسومات کا بیان جاری ہے، مزید رسومات یہ ہیں:

غسلِ میت میں صابن اور شیمپو کا استعمال عوام میں یہ رائج ہے کہ میت کے غسل میں صابن اور شیمپو ضرور استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا استعمال نہ کرنا برا سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ کتبِ فقہ میں غسلِ میت کے دوران سر کے بالوں کو دھونے کے لئے خطمی کا ذکر کیا گیا ہے۔ خطمی ایک نفع بخش بوٹی ہے، جو دوا کے طور پر استعمال ہوتی ہے، اس کے پتوں کو کوٹ کر ان کے پانی سے سر دھویا جاتا ہے، اس سے سر بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ اگر خطمی میسر نہ ہو تو اس کی جگہ صابن یا شیمپو کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ خطمی یا صابن و شیمپو بالوں میں استعمال کے لئے ہوتے ہیں اور ان ہی چیزوں کے دھونے کا کتبِ فقہ میں ذکر ہے، جبکہ بقیہ بدنِ میت پر صابن وغیرہ لگانے کا ذکر نہیں ملتا نیز فقہانے فرمایا کہ اگر کسی کے سر پر بال نہ ہوں تو اب سر کو دھونے میں خطمی یا صابن لگانے کی حاجت نہیں، لہٰذا انسانی جسم بھی چونکہ سر جیسے بالوں سے پُر نہیں ہوتا اس لئے بقیہ جسم پر صابن وغیرہ کا استعمال نہ کیا جائے، تاہم ظاہر یہی ہے کہ غسلِ میت کے دوران میت کے پورے جسم پر صابن لگانے میں کوئی گناہ یا ناجائز ہونے کا حکم نہیں ہے۔[1]

لینز، مصنوعی دانت و ناخن وغیرہ نکالنا یاد رکھیے! میت کے جسم کے ساتھ جو زائد چیز ایسی ہو کہ اس کو اتارنے، نکالنے میں میت کے لئے تکلیف نہ ہو تو اسے اتار اور نکال سکتے ہیں۔ لہٰذا میت کی آنکھوں سے لینز، سونے یا چاندی کے دانت، مصنوعی ناخن، نیل پالش وغیرہ جن چیزوں کی میت کو حاجت نہیں اور انہیں بآسانی میت کے جسم سے جدا کر سکتے ہوں، تو انہیں جدا کر لیا جائے۔[2] آنکھوں میں دو طرح کے لینز لگائے جاتے ہیں: (1) جنہیں آپریشن کے ذریعہ آنکھ کے ڈھیلے کے اندر فِکس کر دیا جاتا ہے اور انہیں بغیر آپریشن اور تکلیف کے نکالنا ممکن نہیں ہوتا، جیسے Intraocular lens (2) جنہیں آنکھ کے ڈھیلے کے اوپر چپکا دیا جاتا ہے، انہیں جب چاہیں بآسانی نکال سکتے ہیں اور جب چاہیں لگا سکتے ہیں، جیسے Contect lens۔ اگر میت کی آنکھوں میں Intraocular lens لگے ہوں تو انہیں نہ نکالا جائے اور اگر Contect lens لگے ہوں اور بآسانی نکالے جا سکتے ہوں تو انہیں نکال لینا چاہیے، کیونکہ لینز نظر کی کمزوری کی وجہ سے یا زینت حاصل کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں اور اب میت کو اس کی حاجت نہیں رہی، لہٰذا انہیں نکال لیا جائے گا۔

میت کے منہ میں لگی ہوئی بتیسی جس کو نکالنے سے میت کو تکلیف کا شبہ ہو تو اس کو نہ نکالیں ورنہ نکال لیں۔[3] نیز بدن میں سرجری کر کے ڈالے گئے راڈ کو بغیر تکلیف کے نکالنا ممکن نہیں ہوتا۔ لہٰذا وفات کے بعد راڈ کو جسم سے نہیں نکالا جائے گا کیونکہ اس سے میت کو تکلیف ہوگی اور میت کو تکلیف دینا منع ہے۔[4]

اسی طرح اگر میت کے جسم پر زخم کی پٹی لگی ہو تو نہ اُکھیڑیں۔ میت کے بدن پر کینولہ لگانے کے بعد جو پٹی لگائی گئی ہے وہ ہو تو اب نیم گرم پانی ڈالنے سے اگر بآسانی نکل جائے تو نکال دیں ورنہ چھوڑ دیں۔[5] نیز اگر میت کے ناخنوں پر نیل پالش لگی ہو اور میت کو تکلیف نہ ہو تو جس قدر ممکن ہو سکے چھڑائیں، اس کے

لئے ریموور استعمال کر سکتے ہیں۔ (6)

غسلِ میت کے بعد دوبارہ نجاست نکلے تو۔۔۔؟ کبھی کسی عارضہ کے سبب میت میں نجاست باقی ہونے کی وجہ سے غسلِ میت کے بعد جب کفنانے کے لئے میت کو اٹھایا جاتا ہے تو حرکت کے سبب پیٹ میں موجود باقی نجاست باہر نکل آتی ہے جس کے سبب کبھی میت کا فی سَن جاتی ہے ایسی صورتحال میں عوام تشویش کا شکار ہو جاتی ہے اور پھر میت کو از سرِ نو دوبارہ غسل دینے لگتی ہے، حالانکہ اس کی حاجت نہیں ہے بلکہ درست مسئلہ یہ ہے کہ غسل دینے کے بعد میّت کے جسم سے کوئی نجاست وغیرہ خارج ہوئی تو اب صرف اس جگہ کو دھویا جائے گا، مکمل غسل دینے کا حکم نہیں اور اس صورت میں دوبارہ غسل دینا لغو و فضول ہے ہر گز نہ دیا جائے۔ (7)

غسلِ میت کے لئے کورے برتن لانا بعض جگہ یہ رائج ہے کہ میت کو غسل دینے کے لئے کورے برتن مثلاً مٹی کے نئے مٹکے یا نئے لوٹے لاتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ اس کی کچھ ضرورت نہیں، گھر کے استعمالی لوٹے، گھڑے سے بھی غسل دے سکتے ہیں۔ (8)

موٹی چادر ڈالے بغیر غسل دینا موٹی چادر ڈالے بغیر غسل دینا غلط ہے، بہتر یہی ہے کہ میت کے اعضائے ستر (یعنی عورت کے تمام بدن) پہ موٹی چادر ڈال کر غسل دیا جائے، تاکہ پانی پڑنے کی صورت میں بھی اعضائے ستر نہ چمکیں، کیونکہ میت کے ستر کے بھی وہی احکام ہیں، جو زندہ کے ہیں، لہٰذا موٹی اور گہرے رنگ کی چادر استعمال کی جائے، تاکہ بے پردگی کا اندیشہ ختم ہو جائے اور جہاں تک پانی بہانے کا تعلق ہے تو وہ چادر کو ایک طرف سے معمولی سا اٹھا کر بھی بہایا جا سکتا ہے۔ (9)

حائضہ کو دو غسل دینا بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ کسی عورت کا حیض یا نفاس کی حالت میں انتقال ہو جائے تو اس کو دو غسل دیئے جائیں ایک حیض یا نفاس سے پاکی کا اور ایک غسلِ میت۔ یہ صرف عوامی غلط فہمی ہے، چنانچہ جنبی، حیض یا نفاس والی عورت کا انتقال ہو جائے تو اسے بھی ایک ہی غسل کافی ہے اس لئے کہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب جمع ہوں، سب ایک ہی غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔ (10)

روح نکلنے پر الگ غسل دینا عوام میں مشہور ہے کہ مُروَّجہ غسلِ میت کے علاوہ میت کی روح نکلنے پر بھی اسے غسل دیا جائے، اصلاً میّت کو ایک مرتبہ غسل دینا فرضِ کفایہ ہے اور اس میں پورے بدن پر تین بار پانی بہانا سنت۔ لیکن یہ ایک ہی غسل ہے، اس کے بعد پھر دوبارہ غسل دینا ثابت نہیں، لہٰذا جب ایک مرتبہ بطریقِ سنت میت کو غسل دے دیا گیا تو اب دوبارہ غسل دینا لغو و فضول ہے ہر گز نہ دیا جائے۔ (11)

غسل دینے والی کا پاک و صاف ہونا غسل دینے والی کا باوضو ہونا اچھا ہے، مگر بے وضو نے بھی میت کو نہلایا تو کراہیت نہیں۔ (12) نیز عوام میں یہ بھی مشہور ہے کہ حیض و نفاس والی کو میت کے پاس سے دور کر دیتے ہیں اور اس کو غسل نہیں دینے دیتے۔ حالانکہ بہارِ شریعت میں ہے: میت کو نہلانے والی باطہارت ہو، جنبیہ، حائضہ نے غسل دیا تو کراہیت ہے مگر غسل ہو جائے گا۔ (13)

غسل دینے والی کے پاس لوبان، اگربتی سلگانا عوام میں رائج ہے کہ غسل کے وقت اگربتی جلائی جاتی ہے یا لوبان سلگایا جاتا ہے، چنانچہ نہلاتے وقت خوشبو سلگانا مستحب ہے۔ اس لئے کہ میت کے بدن سے اگر بُو آئے تو اسے محسوس نہ ہو ورنہ غسل دینے والی گھبرا ئے گی۔ (14) اگربتی جلانا یا لوبان سلگانا بھی خوشبو سلگانے کا ہی ذریعہ ہے اس لئے ایسا کرنا اچھا ہے۔

---

(1) فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: fmd:0245 (2) فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: WAT-3286 ماخوذاً (3) تجہیز و تکفین کا طریقہ، 94 ملخصاً (4) فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: WAT-3286 (5) تجہیز و تکفین کا طریقہ، 92 (6) تجہیز و تکفین کا طریقہ، ص 95 (7) مختصر فتاویٰ اہلسنت قسط 1، ص 81 (8) بہار شریعت، 1/816، حصہ: 4 ملخصاً (9) فتاوی اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: WAT- 4051 ماخوذاً (10) بہار شریعت، 1/812، حصہ: 4 ملخصاً (11) مختصر فتاویٰ اہلسنت قسط 1، ص 81 (12) بہار شریعت، 1/811، حصہ: 4 (13) بہار شریعت، 1/811، حصہ: 4 (14) بہار شریعت، 1/812، حصہ: 4

حقوق کی ادائیگی

محترمہ اُمِّ انس عطاریہ
رکن انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ

اللہ پاک نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، تمام جہان انسان کے لئے اور انسان کو اپنی بندگی اور عبادت کے لئے پیدا فرمایا، پھر جس کا رتبہ جتنا بڑا، اس کی ذمہ داریاں بھی اتنی زیادہ۔ اختیارات جتنے وسیع ہوتے ہیں ان کی پوچھ گچھ بھی اتنی ہی سخت ہوتی ہے۔ انسان کو کائنات کی سب سے اعلیٰ مخلوق بنایا گیا تو اس کو دو طرح کے حقوق کی ادائیگی کا پابند بھی بنایا گیا۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق العباد کا معاملہ سخت تر ہے۔ روایت میں ہے کہ اللہ پاک کے نزدیک دفتر تین ہیں: ایک دفتر کی اللہ پاک کو کچھ پروا نہیں، ایک دفتر کو اللہ پاک کچھ نہ چھوڑے گا اور ایک دفتر کو اللہ پاک کچھ نہ بخشے گا۔ وہ دفتر جس کو اللہ پاک کچھ نہ بخشے گا وہ شرک ہے۔ وہ دفتر جس کی اللہ پاک کو کچھ پروا نہیں وہ بندے کا اپنے اور اپنے رب کے معاملے میں خود پر ظلم کرنا ہے جیسے کسی دن کا روزہ چھوڑا یا کوئی نماز چھوڑی تو اللہ پاک چاہے تو اسے معاف کر دے اور چاہے تو درگزر فرمائے۔ وہ دفتر جس میں اللہ پاک کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے۔(1) کسی کو اس کے حق سے محروم کرنا، حق دار کو اس کا حق نہ دینا ظلم ہے۔

حقوق کی وضاحت: اسلام کی روشن تعلیمات میں ہر ایک کے حقوق واضح بیان کیا گیا ہے، البتہ! ان حقوق کے درجے مختلف ہیں، مثلاً: والدین کے حقوق، خونی و دیگر رشتے داروں کے حقوق، پڑوسی، محلے دار اور عام مسلمانوں کے حقوق، اسی طرح غیر مسلم یہاں تک کہ جو تھوڑی دیر کے لئے ہمارے ساتھ بیٹھی ہو اس کے بھی حقوق اسلام نے بیان کیے ہیں۔

حقوق کی ادائیگی میں کچھ تفصیل ہے کہ سب سے پہلا حق کس کا ہے، پھر اس کے بعد کس کا؟ صحابہ کرام اس معاملے میں بہت زیادہ حساس تھے اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے سوالات کیا کرتے تھے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! میرے اچھے برتاؤ کا زیادہ حق دار کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے تین بار یہی عرض کی تو ہر بار حضور نے یہی فرمایا: تمہاری ماں۔ پھر چوتھی بار یہی پوچھنے پر ارشاد فرمایا: تمہارا باپ۔(2)

معلوم ہوا کہ ایک عام مسلمان پر اللہ و رسول کے بعد سب سے زیادہ حق اس کے ماں باپ کا ہے، لیکن یاد رہے! عورت پر مرد کا حق خاص امورِ متعلقۂ زوجیت میں اللہ و رسول کے بعد تمام حقوق حتّٰی کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے۔(3)

والدین کے بعد بالترتیب نسبی رشتہ دار، پھر دیگر رشتہ دار، پھر پڑوسی و محلہ دار اور دیگر عام مسلمانوں کے حقوق لاگو ہوتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، چھینک کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، بیمار کی عیادت کرنا اور جنازوں کے پیچھے چلنا۔(4)

سلام اور چھینک کا جواب دینا لازم ہے مگر اس کی درست معلومات نہ ہونے کی وجہ سے سلام کا جواب درست طریقہ سے نہیں دیا جاتا اور چھینک کا جواب تو اکثر کو معلوم ہی نہیں ہوتا یوں ان حقوق کی ادائیگی سے محرومی ہو جاتی ہے۔

یہ مقام غور ہے کہ کیا ہم اپنی ذات سے وابستہ تمام حقوق

Go To Index

ادا کرتی ہیں؟ اپنے والدین، شوہر اور اولاد وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی میں ہم سے کوئی کمی تو نہیں رہتی؟ اگر ایسا ہے تو یاد رکھیے! حقوق العباد کا معاملہ نہایت سخت ہے۔ حقوق کی ادائیگی میں کمی کل بروزِ قیامت سخت نقصان کا باعث ہو سکتی ہے کہ یہ کمی بروزِ قیامت نیکیوں سے پوری کی جائے گی، اگر اس سے بھی کمی پوری نہ ہوئی تو حق والوں کے گناہ لاد کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔(5)

ہمارے بزرگ حقوق کی ادائیگی کا بہت خیال رکھتے تھے اور اس معاملے میں بہت فکر مند رہتے تھے، مگر افسوس! آج ہمارا معاملہ ہی الٹ ہے! اپنا حق لینے کی فکر ہوتی ہے مگر دوسروں کا حق ادا کرنے کی نہیں، یہی وجہ ہے کہ کثرت سے گھر ٹوٹ رہے ہیں، طلاقیں ہو رہی ہیں، میاں بیوی کے درمیان جدائیاں ہو رہی ہیں، شکوہ یہی ہوتا ہے کہ مجھے میرے حقوق نہیں ملتے، نان نفقہ میں کمی ہو جائے تو خاندان بھر میں شور ہو جاتا ہے، پہلے کی خواتین حقوق نہ ملنے پر صبر کرتی تھیں اور ثواب کمانے کے ساتھ ساتھ گھر بھی چلاتی تھیں، بالآخر چند دن کی مشکل کے بعد آسانی آ ہی جاتی تھی، مگر اب تو معاشرے میں ایک عجیب افراتفری پھیلی ہوئی ہے، بس مجھے میرے حقوق چاہئیں! حالانکہ اپنے حقوق لینے سے زیادہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے فکر مند ہونا چاہیے کہ اگر میرا حق مجھے نہ ملا تب بھی آخرت میں میرا اس سے کچھ نقصان نہیں لیکن اگر میں نے اپنے حقوق کی ادائیگی نہیں کی اور بروزِ قیامت اس معاملے میں میری پکڑ ہو گئی تو کیا ہو گا! اتنی نیکیاں تو پلے ہیں نہیں جن سے لوگوں کے حقوق پورے ہو سکیں اور اس دن کسی کے گناہ اپنے سر لینا کتنا بڑا وبال ہو گا!

حقوق کی ادائیگی کے فوائد: حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کے بے شمار فائدے ہیں، ان میں سے چند پیشِ خدمت ہیں: چاہے سسرال ہو یا میکا، شوہر ہو یا باپ بھائی آپ کی اس عادت سے ان کے دلوں میں آپ کا مقام پیدا ہو گا، ان کی نگاہ میں آپ کی عزت و اہمیت بڑھے گی، آپ کو خود اپنا حق مانگنے کی حاجت ہی نہیں پڑے گی دوسرے خود ہی آپ کے حقوق کا خیال کریں گے، دشمن دوست ہو جائیں گے، آپ سب کا خیال رکھیں گی تو سب آپ کا خیال رکھیں گے۔

گھروں کے سکون اور معاشرے کی خوبصورتی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ ہر کوئی اپنے حقوق کی ادائیگی میں سنجیدہ ہو جائے، یہ نہ سوچے کہ مجھے میرا حق ملتا ہے یا نہیں۔ اگر ہم میں سے ہر کوئی اپنے حقوق کی ادائیگی کو اپنے اوپر لازم کر لے تو یقین کیجئے گھروں کا ماحول بہت بہترین ہو جائے گا، معاشرے میں سدھار پیدا ہو جائے گا، ساس بہو کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے، نند بھاوج کی ٹھنی ہوئی بن جائے گی، میاں بیوی کی لڑائیاں ختم ہو جائیں گی، والدین خوش ہو جائیں گے، ساس سسر دعائیں دیتے نظر آئیں گے، بچے والدین کے فرمانبردار ہو جائیں گے، پڑوسی اپنے پڑوسی سے رشتہ دار سے زیادہ محبت کرنے لگیں گے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے فوائد ہیں بس تجربہ شرط ہے۔

ذہن کیسے بنے؟ کوئی بھی کام کرنے کے لئے اس کا علم ہونا ضروری ہے، لہٰذا سب سے پہلے یہ علم ہونا چاہیے کہ کس کے کیا حقوق ہیں! اس کے لئے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونا بہت مفید ہے، سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کیجئے، مدنی مذاکرہ غور سے دیکھیے اور سنیے، ان شاءاللہ اس کے ذریعے آپ کو حقوق کی ادائیگی کے آسان طریقے ملیں گے اور دل میں تبدیلی محسوس ہو گی۔ مکتبۃ المدینہ سے شائع کردہ 63 نیک اعمال کے رسالے میں نیک بننے کے کئی سوالات ایسے ہیں جو آپ کو حقوق کی ادائیگی کی طرف مائل کریں گے، چاہے وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد۔ ان شاءاللہ اس نیک اعمال کے رسالے کو روزانہ پُر کرنے کی برکت سے دنیا اور آخرت میں بیڑا پار ہو گا۔

---

(1) مسند امام احمد، 43/155، 156، حدیث: 26031 (2) بخاری، 4/93، حدیث: 5971 (3) فتاویٰ رضویہ، 24/380 (4) مسلم، ص918، حدیث: 5650 (5) مسلم، ص1069، حدیث: 6579 ملخصاً

Go To Index

حق تلفی

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 41ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیے جا رہے ہیں۔)

محترمہ بنت اسماعیل عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)
(فارغ التحصیل فیضان شریعت کورس، شاہ لطیف ٹاؤن سیکٹر A.17 کراچی)

انسانی رشتوں کے حقوق کی ادائیگی میں ہی زندگی کی اصل خوب صورتی ہے۔ اللہ پاک نے جہاں ان رشتوں کی پاسبانی کی ہدایت کی ہے وہیں ان کے حقوق بھی واضح کر دیئے ہیں۔

اولادِ آدم کو رب نے بنیادی طور پر دو طرح کے حقوق دیئے ہیں:

1) حقوق اللہ یعنی اللہ پاک کے حقوق
2) حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق

حقوق العباد کی حفاظت، اس کی ادائیگی اور تکمیل کا راستہ قرآن و حدیث کی اطاعت و پیروی کے بغیر ممکن نہیں۔ انسانی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جو انسانوں کے آپس میں ایک دوسرے پر ہیں، جیسے

- میاں بیوی کے حقوق
- والدین اور اولاد کے حقوق
- استاذ و شاگرد کے حقوق
- پڑوسی کے حقوق
- عام مسلمانوں کے حقوق
- دوستوں کے حقوق
- ملازم کے حقوق
- بہن بھائیوں کے حقوق
- عوام و حکمرانوں کے حقوق

یہ سب حقوق ایسے ہیں کہ اگر ان میں کوتاہی ہوئی تو جب تک صاحبِ حق سے معافی نہ مانگی جائے اور اس سے حق معاف نہ کروایا جائے تب تک ذمہ میں اس کا بوجھ باقی رہتا ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی میں غفلت کرنے سے معاشرے کا امن و سکون برباد ہو جاتا ہے۔ ہر کسی کا حق اسی دنیا میں ہی ادا کرنا آخرت میں ادا کرنے کی نسبت بہت آسان ہے، کیونکہ اگر حقوق معاف کروائے بغیر اس دنیا سے چلی گئیں تو ایک روپیہ دبانے، کسی کو ایک گالی دینے، صرف ایک بار کے گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے کے سبب ساری زندگی کی نیکیوں سے ہاتھ دھونے پڑ سکتے ہیں۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جس کے ذمے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور چیز کے معاملے میں ظلم ہو اسے لازم ہے کہ یہیں دنیا میں اس سے معافی مانگ لے، کیونکہ وہاں (روزِ محشر) نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم، اگر اس کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی تو اس کے حق کی مقدار اس سے لے کر اسے دی جائیں گی، اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو اس (مظلوم) کے گناہ اس (ظالم) پر رکھے جائیں گے۔[1]

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتی ہے کہ ہمارے آج کے اسلامی معاشرے میں رشتوں کا ادب و احترام اور عظمت و محبت بری

طرح پامال ہو رہے ہیں، اولاد ماں باپ کی نافرمان بن چکی ہے، بہن بھائی آپس میں حسد و بغض میں مبتلا ہیں جبکہ رشتہ دار ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کے لئے دوڑ رہے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ یہ سب کچھ احکامِ دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم ابھی اور اسی وقت یہ ارادہ کرلیں کہ شریعت کے ہر ہر حکم پر دل و جان سے عمل کریں گی، اللہ پاک کا ڈر اپنے اندر پیدا کرکے اس کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کریں گی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری ذہنی کشمکش اور نفسیاتی سرکشی میں کمی واقع نہ ہو اور ہم شیطانی کھائی میں گرنے سے بچ جائیں۔ ضرورت ہے صرف پکی نیت اور عزم و حوصلے کی۔

محترمہ بنتِ غفور احمد
(درجہ ثانیہ: جامعۃ المدینہ معراج کے سیالکوٹ)

حق تلفی کا مطلب ہے: کسی کے جائز حق کو دبانا، چھیننا یا اسے ادا نہ کرنا۔ یہ ایک ایسی برائی ہے جو نہ صرف فرد کی زندگی کو متاثر کرتی ہے بلکہ پورے معاشرے کے امن و سکون کو بھی برباد کردیتی ہے۔

انسان جب کسی دوسرے کا حق دبالیتا ہے تو وہ دراصل ظلم کرتا ہے اور ظلم کبھی دیر تک نہیں رہتا۔ دینِ اسلام نے حق تلفی کو سختی سے منع فرمایا ہے اور ہر فرد کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کی ہے۔

انسانی معاشرت میں حقوق کی دو بڑی اقسام ہیں:

1) حقوق اللہ یعنی اللہ پاک کے حقوق

2) حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق

حقوق اللہ میں عبادات اور اللہ پاک کے احکام کی پابندی شامل ہے، جبکہ حقوق العباد میں ایک دوسرے کے ساتھ انصاف، دیانت داری اور بھلائی شامل ہے۔

حق تلفی بنیادی طور پر حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے۔ اگر کوئی دوسرے کا مال ہڑپ کرلے، اس کی محنت کا بدلہ نہ دے یا وعدہ پورا نہ کرے تو یہ سب حق تلفی میں شامل ہیں۔

حق تلفی کے نقصانات

حق تلفی کے نقصانات نہایت خطرناک ہیں، مثلاً: ☆ یہ دلوں میں نفرت پیدا کرتی ہے ☆ بھائی چارے کو ختم کردیتی ہے ☆ معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہے ☆ ایک ایسا معاشرہ جہاں لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں، وہاں امن قائم نہیں رہ سکتا، وہاں ہر کوئی اپنی ذات کے لئے جیتا ہے اور دوسروں کی پروا نہیں کرتا ☆ اس سے نا انصافی اور بدعنوانی عام ہوجاتی ہے۔

اسلام نے حق تلفی کو ظلم قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ کریم فرماتا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (پ2، البقرۃ:188) ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مظلوم کی بد دعا سے بچو! اگرچہ وہ کافر ہی ہو کیونکہ اس بد دعا کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔[2]

حق تلفی کے خاتمے کے لئے

حق تلفی کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ ہم انصاف کو اپنا اصول بنائیں۔ ہمیں چاہیے کہ دوسروں کے حقوق پہچانیں اور انہیں وقت پر ادا کریں۔ چاہے وہ کسی کا مالی حق ہو، عزت و احترام کا حق ہو یا کسی محنت کا بدلہ، ہر حال میں ایمانداری سے ادا کرنا ہمارا فرض ہے۔

معاشرے میں خوشی، سکون اور بھائی چارہ اسی وقت ممکن ہے جب ہر کوئی حق داری اور دیانتداری کو اپنی زندگی کا حصہ بنالے۔ ہمیں اپنے دل و دماغ سے یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم کبھی کسی کے ساتھ ناانصافی یا حق تلفی نہیں کریں گے۔ یہی وہ عمل ہے جو ہمیں ایک اچھا انسان اور ایک مضبوط معاشرے کا حصہ بنا سکتا ہے۔

---

1 بخاری، 2/128، حدیث: 2449

2 مسند امام احمد، 20/22، حدیث: 12549

Go To Index

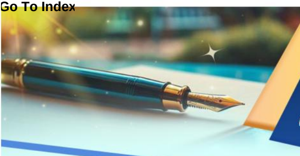

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کے 41ویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 207 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
حضور کی عثمانِ غنی سے محبت	104	حق تلفی	74	محدود آمدنی اور گھر کا بجٹ	29

مضمون بھیجنے والیوں کے نام

حضور کی عثمانِ غنی سے محبت: اٹک حضرو: بنت محمد ایوب۔ بستی ملوک: بنت محمد اسلم۔ بہاولپور: نور سر: بنت جاوید۔ یزمان: بنت یونس۔ پنجاب: اوکاڑہ: بنت نوید مدنیہ۔ راولپنڈی: صدر: بنت مدثر۔ سیالکوٹ: اگوکی: بنت ارشد محمود، بنت بابر اقبال، بنت جاوید، بنت مشتاق احمد۔ پاکپورہ: بنت ارشد۔ پسرور: بنت حافظ منصور احمد۔ تکواڑہ مغلاں: خوشبوئے مدینہ، بنت رزاق احمد، بنت جاوید سرور، بنت نصیر احمد، بنت محمد جمیل، بنت عارف حسین، بنت جاوید، بنت اعجاز احمد، بنت رضا، بنت طارق محمود، بنت فیصل مجید، بنت جنید رضا۔ بنت وسیم علی۔ شفیع کا بھٹہ: بنت محمد ندیم میاں، بنت راشد، بنت سعید، بنت عرفان، بنت محمد نواز، بنت محمد طاہر، بنت محمد جمیل، ہمشیرہ عمر جٹ، بنت آصف اقبال، بنت محمد اشفاق، بنت محمد رفیق، بنت ندیم جاوید، بنت محمد اصغر مغل، بنت طارق محمود، بنت اشفاق بھٹی، بنت انتظار حسین، بنت طاہر، بنت سرمد۔ گلبہار: بنت محمد سلیم، بنت نصیر احمد اطہر، ام ہانی، بنت اصغر، ام مشکوۃ، بنت جبار، بنت فیاض احمد، بنت نصیر، بنت طارق، بنت رشید، بنت سماں، بنت سید ظاہر حسین، بنت سرفراز، بنت نصیر احمد، ام ہلال۔ گھوکا: بنت عبد الواحد۔ مظفر پورہ: بنت ارشد علی خاور، بنت عمران، بنت نعمان شہزاد، بنت نعیم طارق، ہمشیرہ محمد قاسم علی، بنت محمد اجمل، بنت محمد عمران، بنت محمد یاسر، بنت محمد طارق۔ معراج کے: بنت محمد سلیم، بنت محمد منیر، بنت محمد جاوید، بنت محمد رفیق، بنت منور حسین، بنت ریاض احمد، بنت نصیر احمد، بنت عبد الستار، بنت جاوید، بنت سلیم، بنت ریاض، بنت محمد ریاض، بنت محمد منیر، بنت محمد عارف، بنت غلام عباس، بنت محمد اسلم، بنت محمد ادریس، بنت الطاف حسین، بنت ضیاء افضل، بنت محمد ذوالفقار، بنت محمد شفیق، بنت محمد یونس۔ نند پور: بنت ہدایت اللہ، ام ہانی، بنت عبد الستار مدنیہ۔ فیصل آباد: 137 روڈ سمندری: بنت محمد اشرف۔ چہاں: بنت ارشد محمود۔ کراچی: فیض مدینہ: بنت استخار، بنت محمد وزیر خان۔ فیضان رضا: بنت اسماعیل، بنت ندیم یوسف۔ گوجر خان: بنت ظہیر احمد قاضی۔ گوجرانوالہ: کاموکی: بنت محمد رمضان۔ لاہور: رائیونڈ: بنت عبد الرشید۔ جوہر ٹاؤن: بنت سلیم۔ ملتان: قادر پوراں: بنت محمد اسحاق۔

حق تلفی: سیالکوٹ: اگوکی: بنت الیاس، بنت تنویر، بنت سجاد، بنت قیصر، بنت یوسف، بنت ارشد محمود۔ تکواڑہ مغلاں: بنت جاوید۔ شفیع کا بھٹہ: ہمشیرہ جواد، ہمشیرہ حضر علی، بنت عبد القادر، ہمشیرہ حامد، بنت محمد عمران، بنت محمد سلیم، بنت اشفاق احمد، بنت رحمت علی، ہمشیرہ حنظلہ صابر، بنت عارف، بنت ذوالفقار انور، بنت شوکت علی، بنت صغیر احمد، بنت عثمان علی، بنت بشیر احمد، بنت اصغر، بنت سید حسنین شاہ، بنت اشرف صادق، بنت طارق محمود، بنت رزاق بٹ، بنت راشد محمود، بنت شمس، بنت محمد جان، ہمشیرہ محمد اسماعیل، بنت جہانگیر، بنت محمد شفیق، بنت خوشی محمد، بنت محمد انور، بنت خلیل احمد، بنت محمد احسن، بنت اعجاز احمد، بنت تنویر۔ گلبہار: بنت غلام حیدر، بنت محمد شہباز، کنیز عطار، بنت ارشد، بنت محمد ارشد، بنت اعجاز احمد، بنت سماں، بنت اصغر۔ گھوکا: بنت شہباز۔ مظفر پورہ: بنت اظہر، بنت اعجاز، بنت محمد نواز۔ معراج کے: بنت محمد رفیق، بنت طاہر حسین، بنت سید ثاقب رضا

Go To Index

گیلانی، بنت محمد فرید، بنت نور حسین، بنت لیاقت علی، بنت شہباز علی، بنت غفور احمد۔ نند پور: بنت ہدایت اللہ، بنت عبد الستار مدنیہ۔ قصور: بنت چشتی۔ کراچی: شاہ فیصل ٹاؤن: بنت اسماعیل۔ فیض مدینہ: بنت علی احمد، بنت طفیل الرحمان ہاشمی، بنت عبد الوسیم بیگ۔ فیضان رضا: بنت اسلم، بنت محمد ندیم صدیقی۔ گوجرانوالہ: کاموٹی: بنت محمد رمضان۔ لاہور: جوہر ٹاؤن: بنت عبد الرشید، بنت محمد ریاض۔ رائیونڈ: بنت عبد الرشید۔ گلبرگ ٹاؤن: بنت سلطان۔

محدود آمدنی اور گھر کا بجٹ: سیالکوٹ اگوکی: بنت ارشد، بنت الیاس، بنت بابر اقبال۔ پاکپورہ: بنت فضل الحق۔ شفیع کا بھٹہ: بنت عارف محمود، بنت محمد نعیم، بنت شبیر حسین، بنت محمد اسلم، بنت محمد خوشی، ہمشیرہ حنظلہ صابر، بنت فضل الٰہی۔ گلبہار: بنت محمد عنصر، بنت صغیر احمد بھلی، بنت سماں، بنت ریاض۔ معراج کے: بنت محمد بوٹا، بنت اظہر علی، بنت محمد یونس، بنت محمد اشرف۔ مظفر پورہ: بنت محمد نواز۔ نند پور: بنت عبد الستار مدنیہ۔ کراچی: فیض مدینہ: بنت عبد الرشید۔ فیضان رضا: بنت ساجد علی۔ گوجرانوالہ: کاموٹی: بنت محمد رمضان۔ لاہور: جوہر ٹاؤن: بنت سلیم، بنت محمد ریاض۔ رائیونڈ: بنت عبد الرشید۔ ملوک پورہ: بنت عباس علی مدنیہ۔ عرب شریف: بحرین: بنت مقصود۔

محدود آمدنی اور گھر کا بجٹ

محترمہ بنتِ ساجد علی (فیضانِ رضا کراچی) (فرسٹ پوزیشن)

آج کے دور میں محدود آمدنی اور مہنگائی ہر گھر کا مسئلہ بن چکے ہیں، ایسے میں بجٹ کی منصوبہ بندی دنیاوی اور دینی دونوں لحاظ سے بہت ضروری ہے۔ اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا (پ15، بنی اسرآءیل: 26) ترجمہ: اور فضول خرچی نہ کرو۔ علمائے کرام فرماتے ہیں: تبذیر اور اِسراف دونوں کے معنی ناحق خرچ کرنا ہے اور اسراف بلاشبہ ممنوع اور ناجائز ہے۔

محدود آمدنی میں برکت کے اسباب

- اِسراف سے بچتے ہوئے اپنا بجٹ سیٹ کیجئے۔
- اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کیجئے۔
- صدقہ و خیرات کا معمول بنالیجئے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔[1] صدقہ سے اگرچہ ظاہری طور پر مال کم ہو رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں بڑھ رہا ہوتا ہے جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو کسان کھیت میں بیج پھینک آتا ہے وہ بظاہر بوریاں خالی کر لیتا ہے لیکن حقیقت میں مع اضافہ کے بھر لیتا ہے۔[2]

- اللہ پاک نے جتنا دیا ہے اس پر صبر کیجئے۔
- شکر ادا کیجئے۔
- اللہ پاک پر بھروسا کیجئے۔
- رزق بڑھانے کے اوراد و وظائف پڑھئے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر اپنی تنگ دستی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: جب تم گھر میں داخل ہونے لگو اور گھر میں کوئی ہو تو سلام کرو اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو مجھ پر سلام عرض کرو اور ایک بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد پڑھو۔ اس نے ایسا ہی کیا، پھر اللہ پاک نے اس کو اتنا مال دیا کہ اس نے اپنے پڑوسیوں کی بھی مدد کی۔[3] کشادگیِ رزق کی دعا بھی کرتی رہیے کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔[4]

جو تنگ دست و نادار ہو گی وہ پریشان، غمگین اور بے قرار بھی ہو گی۔ مکتبۃ المدینہ کی کتاب **فضائلِ دعا** کے صفحہ نمبر 218 پر جن لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے اس میں سے ایک مُضْطَر (بے چین و پریشان حال) بھی ہے۔[5]

گھر کے بجٹ کی دینی بنیادوں پر ترتیب

فضول خرچی سے بچیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے: اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ (پ15، بنی اسرآءیل: 27) ترجمہ: بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

بچوں اور اہلِ خانہ کی بجٹ کے اعتبار سے تربیت کیجئے

Go To Index

❖ مشورے سے خرچ کیجئے۔
❖ ضروریات اور خواہشات میں فرق کیجئے اور ضروریات کو خواہشات پر ترجیح دیجئے۔
❖ قناعت اختیار کیجئے۔ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔
❖ جس قدر ممکن ہو قرض سے خود کو بچائیے۔
❖ کوشش کیجئے کہ خرچ میں سادگی ہو۔

مفید مشورے

- اپنے پاس اپنی تمام ماہانہ آمدن کو لکھ لیجئے اور تمام ماہانہ اخراجات کو بھی لکھ لیجئے، اب آمدنی کو یومیہ پر تقسیم کر دیجئے کہ روزانہ کی بنیاد پر کتنا خرچ کر سکتی ہیں اور اسی حساب سے روزانہ خرچ کیجئے۔
- بچت منصوبہ بندی اور اللہ پاک پر بھروسا گھر کو معاشی طور پر مضبوط بناتا ہے۔

دینی شعور ہی اصل کامیابی ہے۔ اگر ہم دینی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اپنے وسائل کے مطابق زندگی گزاریں گی تو نہ صرف دنیاوی نظام بہتر ہو گا بلکہ رب کریم بھی راضی ہو گا۔

محدود آمدنی اور گھر کا بجٹ

محترمہ بنتِ مقصود عطاریہ (بحرین عرب) (سیکنڈ پوزیشن)

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ لوگوں میں Depression اور Anxity جیسی نفسیاتی بیماریوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور ہر دوسرا انسان اخراجات پورے نہ ہونے کا رونا رو رہا ہے، یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی آمدنی کے مطابق بجٹ سیٹ نہیں کر پاتے۔

بجٹ در اصل آمدنی اور اخراجات کے حساب کتاب کو کہتے ہیں، تاکہ اپنی ضرورتوں کو پورا کیا جاسکے اور فضول خرچی سے بچ سکیں۔ ذیل میں گھریلو بجٹ بنانے کا طریقہ پیش کیا جارہا ہے جس پر عمل کی صورت میں اپنے اخراجات اچھے طریقے سے پورے کیے جاسکتے ہیں۔

گھر کا بجٹ تیار کرنے کے لئے پہلا کام اپنی تمام ماہانہ یا ہفتہ وار آمدنی کو تین حصوں میں تقسیم کرنا ہے۔

پہلا حصہ تو ان چیزوں کا جو آپ کو ہر صورت چاہیے اور ان کے بغیر گزارا نہیں۔ ان میں مکان کا کرایہ، یوٹیلٹی بلز، بچوں کی فیسز اور سودا سلف وغیرہ شامل ہیں۔

دوسرا حصہ آپ کی خواہشات ہیں یعنی وہ چیزیں جن کے بغیر آپ کا یا آپ کے گھر والوں کا گزارا تو ہو جائے گا مگر آپ چاہتی ہیں کہ وہ چیزیں بھی آپ کے پاس ہوں۔

تیسرا حصہ ہے بچت یعنی آپ شروع میں ہی فیصلہ کر لیجئے کہ آپ کو اس آمدنی سے کتنی بچت کرنی ہے۔ ایسا کرنے سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کون سے اخراجات لازم ہیں اور کن میں کمی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

تنخواہ تین حصوں میں تقسیم ہونے کے بعد اب جبکہ سب چیزوں کے پیسے الگ کر لئے تو سودا سلف خریدنے کی باری آتی ہے۔ سودے کی خریداری سے پہلے سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ کو ایک نئی فہرست بنانی ہے۔ یہ فہرست اس لئے ہے کہ آپ مارکیٹ جانے سے پہلے یہ جانتی ہوں کہ آپ کو کس چیز کی اور کتنی مقدار میں ضرورت ہے اور بہتر یہی ہے کہ ہول سیل والی قیمت پر ہی چیزیں خریدی جائیں۔

شروع میں آمدنی کے جس تیسرے حصے کا ذکر گزرا اس کے مطابق کچھ نہ کچھ بچت بھی کیجئے۔ ضروری نہیں کہ بچت زیادہ ہی ہو، 1، 2 ہزار کی بھی بچت ہو سکتی ہے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں کچھ اضافی رقم موجود ہو جیسے بیماری یا کسی حادثے کی صورت میں مالی لحاظ سے زیادہ آزمائش نہ ہو۔ اللہ کریم سب کے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما کر قناعت کی نعمت نصیب فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) مسلم، ص1017، حدیث:6592 (2) فیضان زکوۃ، ص11، مراۃ المناجیح، 3/ 93 (3) تفسیر قرطبی، 10/183، جز:20 (4) مستدرک، 2/ 162، حدیث:1855 (5) فضائل دعا، ص218

علمِ توقیت (Time Keeping)

محترمہ بنتِ عبد الحمید مدنیہ عطاریہ (رائیونڈ)

علمِ توقیت سے مراد وہ علم ہے جس کی مدد سے دنیا کے کسی بھی مقام کے لئے نمازِ پنجگانہ، طلوع و غروب، نصفُ النہار، مثلِ اوّل وثانی وغیرہ کے اوقات اور درست سمتِ قبلہ کا تعین بذریعہ کلیہ جات (Formulas) کیا جاتا ہے۔

اس علم کے سیکھنے کا شرعی حکم

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس علم کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا: علامہ ابنِ حجر مکی نے زَواجِر میں علمِ توقیت کو فرضِ کفایہ لکھا ہے۔ مزید ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: علمِ توقیت بھی ایک ایسا فن ہے کہ اس کے جاننے والے بھی معدوم ہیں، حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرضِ کفایہ بتایا ہے۔ علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہو گا؟ اور کب غروب؟[1]

اہمیت و ضرورت

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مفتی ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علمِ ہیئت (Astronomy) و توقیت (Time Keeping) انتہائی کار آمد اور مسلمانوں بالخصوص علما کے لئے نہایت ضروری ہیں مگر افسوس کہ ان علوم سے بہت زیادہ استغنا (بے پروائی) سے کام لیا گیا۔ یہ وہی مبارک علم ہے جسے جاننے سے خداوندِ عالم (اللہ پاک) کی معرفت بروجہِ کمال حاصل ہوتی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ وہی علم ہے جس کے جاننے والے کی خود رب العزت نے قرآنِ مجید میں تعریف کی اور انہیں اُولُوا الْاَلْبَاب (یعنی عقلمند) فرمایا، جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِۚۙ(۱۹۰) الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ(۱۹۱) (پ4، اٰلِ عمرٰن: 190، 191) ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اس کے علاوہ بھی قرآنِ پاک میں کئی آیات علمِ توقیت کی اہمیت و ضرورت کو واضح کرتی ہیں۔ نیز احادیثِ مبارکہ میں بھی اس علم کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور کسی انسان کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے، جب تک عصر کا وقت نہ آجائے۔ عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہو جائے۔ مغرب کا وقت شفق (سرخی) کے غائب ہونے تک ہے۔ عشا کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کا وقت فجر طلوع ہونے سے سورج کے طلوع ہونے تک ہے۔[2]

یہ حدیث علمِ توقیت کی اہمیت پر واضح اور صحیح ترین دلیل ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے نماز کے اوقات کا تعین قدرتی فلکیاتی علامات (سورج، سایہ، شفق، طلوعِ فجر) کے ذریعے فرمایا جو علمِ توقیت کا اصل موضوع ہے۔ الغرض نماز کی صحت کا مسئلہ ہو یا روزہ کی درستی کا، ان کے احکام علمِ توقیت کے مرہونِ منت ہیں۔ اوقاتِ صوم و صلوٰۃ کی معرفت درکار ہو یا صحیح سَمتِ قبلہ کا تعین، اس علم کے بغیر ممکن نہیں۔ اگرچہ مسجد کی عمارت سے سمتِ قبلہ تو معلوم ہو سکتی ہے مگر قبلہ رُو مسجد تعمیر کرنے کے لئے بھی اس فن کا جاننا ضروری ہے۔[3]

---

1 منار التوقیت، ص4 2 مسلم، ص242، حدیث: 1388 3 الجواہر والیواقیت، ص2 ملخصاً

دین کی ضروری باتیں

(ماہنامہ خواتین میں یہ ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے، جس میں ہر ماہ اس شعبے سے متعلق مفید معلومات بیان کی جائیں گی۔)

یہ کورس بچوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں دینِ اسلام کی بنیادی اور ضروری باتیں سکھانے کے لئے تیار کیا گیا ہے، تاکہ وہ چھوٹی عمر سے ہی نیک اور باعمل مسلمان بن سکیں۔ یہ کورس سبق آموز حکایات کے انداز میں 87 لیکچرز پر مشتمل ہے۔

کورس کا دورانیہ 4 ماہ ہے۔

اس کورس میں بچے آسان زبان میں اللہ پاک، انبیا، فرشتے اور جنت و دوزخ سے متعلق بنیادی عقائد کو سمجھ سکیں گے۔ انہیں ایمان و کفر، نفاق و شرک کی پہچان حکایات کے انداز میں کروائی جائے گی۔ سیرتِ مصطفےٰ کو حکایات اور سبق آموز واقعات کے ذریعے دلوں میں اتارا جائے گا۔ صحابہ و اہلِ بیت کی محبت، عظمت اور **ہر صحابی نبی جنّتی ہے** اس عقیدے کو بچوں کے ذہنوں میں آسان فہم انداز میں راسخ کیا جائے گا۔ اولیا اور ائمہ کرام کی زندگیاں بچوں کو نیکی، علم اور دیانت کا ذہن دیں گی۔ علمِ دین کی اہمیت دل میں راسخ کی جائے گی، تاکہ بچہ صرف جاننے والا نہیں، نیک عمل کرنے والا بھی بنے۔

کورس کے متعلقات

کورس میں درج ذیل موضوعات کو شامل کیا جائے گا:

- **عقائد:** اللہ پاک، انبیا و رسل، فرشتوں، آسمانی کتابوں، جنت دوزخ، قبر و حشر سے متعلق۔
- **ایمان اور کفر کی پہچان:** ضروریاتِ دین، منافقت، شرک، اِرتداد۔
- **سیرتِ مصطفےٰ:** حضور کی ولادت، رضاعت، نبوت، معجزات، دعوتِ اسلام۔
- **صحابہ کرام:** خلفائے راشدین، عشرۂ مبشرہ۔
- **اہلِ بیتِ کرام:** اُمّہاتُ المؤمنین، امام حسن و حسین۔
- **اولیاءُ اللہ:** امامِ اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام غزالی، اعلیٰ حضرت۔
- **علمِ دین:** فضیلت، ضرورت، اہمیت، شان۔

تکمیلِ کورس پر پیدا ہونے والی صلاحیت

کورس مکمل کرنے کے بعد بچے اس قابل ہو چکے ہوں گے کہ عقیدہ اور بنیادی دینی معلومات حاصل کرنے کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، صحابہ و اہلِ بیت سے محبت اور ان کی پیروی کا جذبہ پائیں گے، نیکی، سچائی اور ادب جیسے اوصاف اپنائیں گے، بچوں میں شوقِ علمِ دین پیدا ہوگا، ایمان و کفر، سچ و جھوٹ اور حق و باطل میں فرق کرنا سیکھیں گے۔

اسلام کی اعلیٰ ترین نیک ہستیوں کی سیرت سے متعلق آگاہی ملنے کے ساتھ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا ذہن بنے گا۔

کورس میں داخلے کی اہلیت

یہ کورس کرنے کے لئے کم از کم عمر 8 سال سے زائد ہو، اردو پڑھنا لکھنا آتا ہو اور اسلامی معلومات حاصل کرنے کا جذبہ ہو۔

Go To Index

اسلامی بہنوں کے دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

ستمبر 2025 / ربیع الاول 1447ھ کے دینی کاموں کی کارکردگی

ٹوٹل	انٹرنیشنل	نیشنل	دینی کام
1151636	77024	1074612	منسلک اسلامی بہنیں
12992	1474	11518	ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات: تعداد اجتماعات
467883	34098	433785	ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات: شرکائے اجتماعات
15004	1518	13486	مدرسۃ المدینہ (بالغات): مدارس المدینہ کی تعداد
125518	9819	115699	مدرسۃ المدینہ (بالغات): پڑھنے والیاں
775962	29645	746317	ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں
169343	12867	156476	مدنی مذاکرہ سننے والیاں
129410	7082	122328	روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں
127337	10202	117135	وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل
39722	2584	37138	ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)

ستمبر 2025 میں اسلامی بہنوں کے 13 شعبہ جات میں ہونے والے کورسز وسیشنز کی مجموعی کارکردگی

شرکا	مقامات	
593301	71145	مدنی کورسز / سیشنز

44واں تحریری مقابلہ عنوانات برائے فروری 2026

1 حضور کی انبیائے کرام سے محبت

2 مخاطب کو نظر انداز مت کیجئے

3 جنسی بے راہ روی کے اسباب

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 20 نومبر 2025

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

فیضانِ صحابیات آمنہ پارک لاہور

الحمدُ للہ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی نگاہِ عنایت سے دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں کا عظیم الشان مدنی مرکز **فیضانِ صحابیات آمنہ پارک 8/D نزد جھنڈ پیر دربار ہنجروال ملتان روڈ لاہور** کا سنگِ بنیاد 26 رمضان المبارک 2024 کو رکھا گیا اور افتتاح بھی 26 رمضان المبارک 2024 کو دعوتِ اسلامی سے وابستہ سٹی ذمہ دار اسلامی بھائی کے دستِ مبارک سے ہوا۔

آفسز کی تعداد

الحمدُ للہ فیضانِ صحابیات کی اس عمارت میں ناظمہ آفس بھی قائم ہے۔

فیضانِ صحابیات آمنہ پاک میں ہونے والے دینی کام

- الحمدُ للہ فیضانِ صحابیات آمنہ پارک میں رہائشی کورسز اور مدنی مشوروں کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔
- روزانہ دوپہر 2 تا 4 بجے (چھوٹی بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے لئے) گلی گلی مدرسۃ المدینہ لگایا جاتا ہے۔
- بروز بدھ دن 11 بجے اسلامی بہنوں کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے جس میں شریک ہو کر اسلامی بہنیں فکرِ آخرت کا جذبہ پانے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔
- روزانہ صبح 10 تا 12 بجے مدرسۃ المدینہ بالغات بھی لگتا ہے جس میں تربیت یافتہ اسلامی بہنیں بڑی عمر کی خواتین کو درست قواعد و مخارج کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی شرعی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت بھی کرتی ہیں۔

ib.darulsunnahpak@dawateislami.net

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریراً) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے:

mahnamahkhawateen@dawateislami.net صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین، مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ دعوتِ اسلامی